

سوانح حیات

سوانح حیات

عنوت زمان قطب دوران حضرت
پیر الحاج محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ
کالوچک شریف

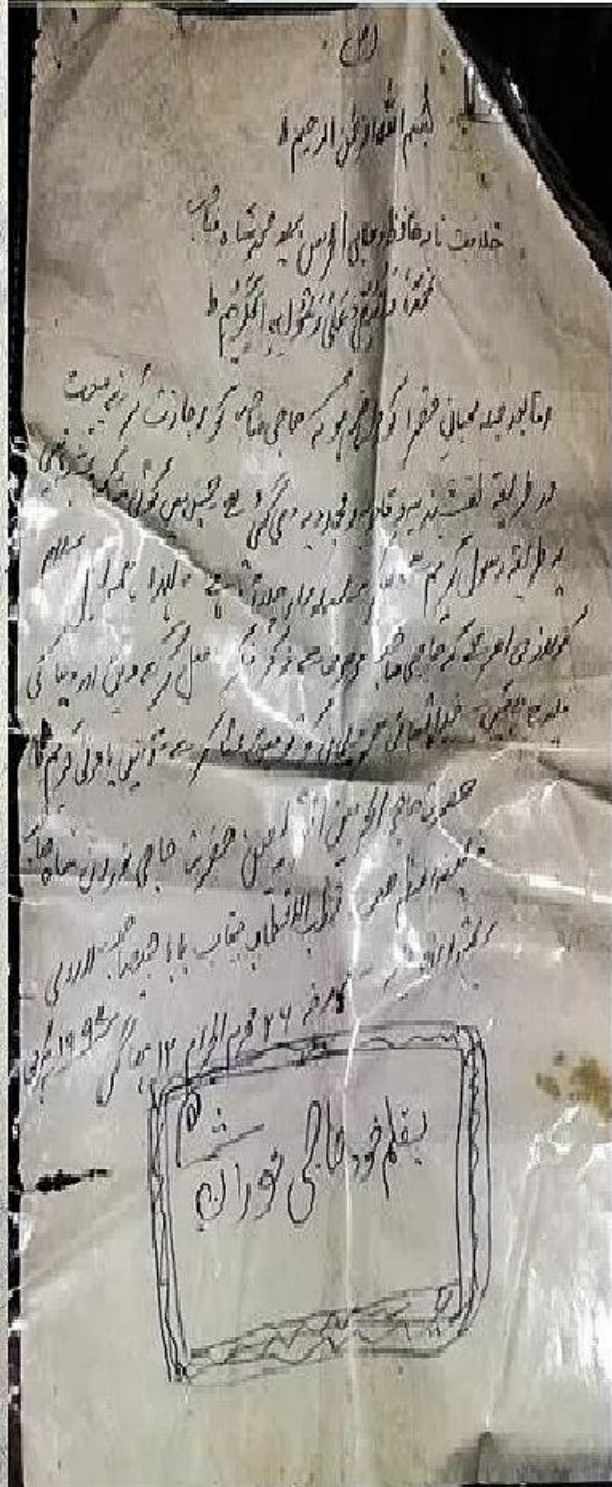
مصنف: الحاج پیر سید طاسین شاہ
فرزند اکبر و خلیفہ مجاز الحاج پیر سید محمد شاہ



بابا صاحب کے مرشد: حضرت حاجی بابا سید نوران شاہ



شبیه مبارک حضرت الحاج پیر سید محمد شاه کاظمیؒ

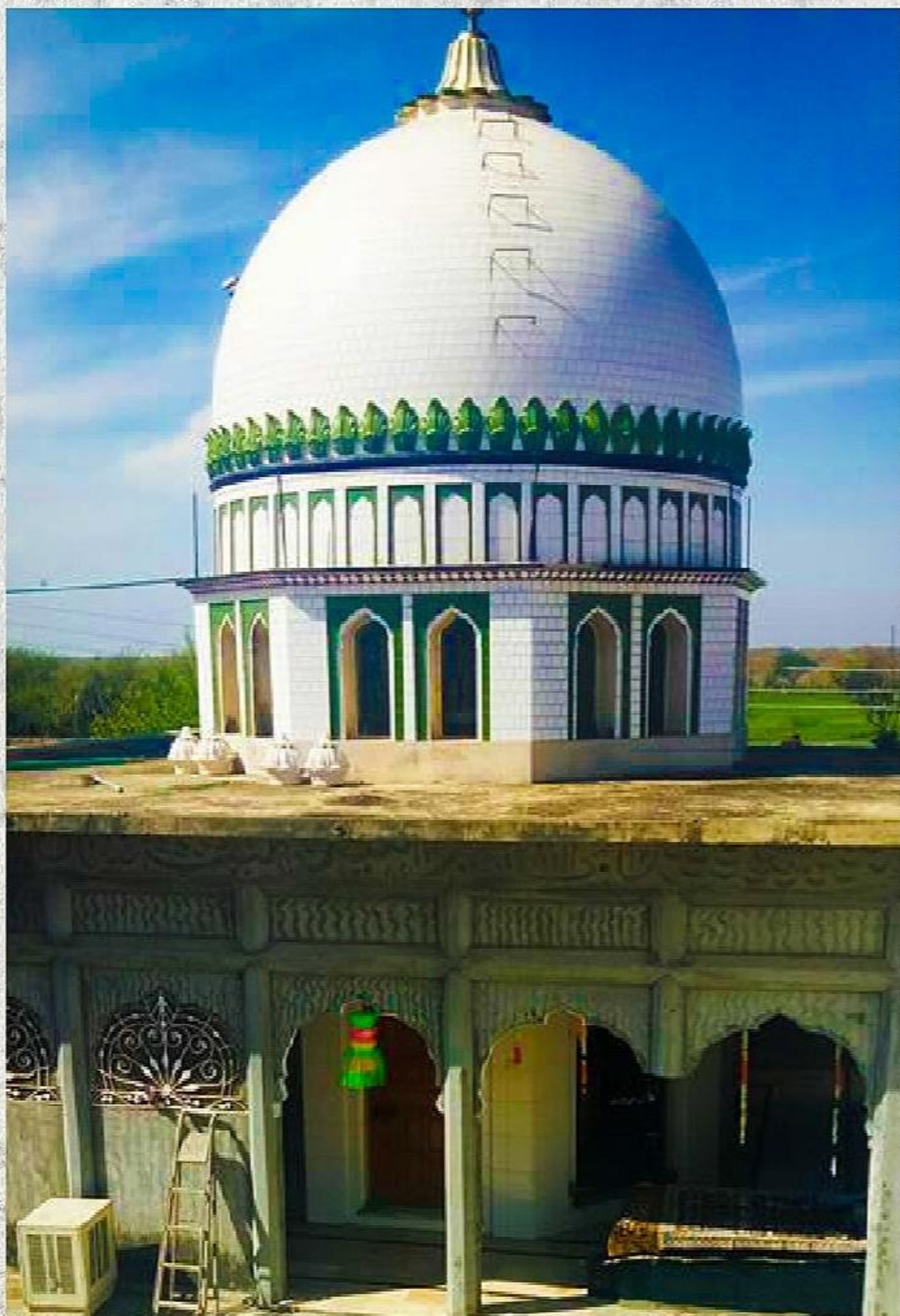


بسم اللہ الرحمن الرحیم ط
خلافت نامہ حافظ و حاجی الحرمین سید محمد شاہ صاحب
محمد و نعلی علی رسولہ الکریم ط

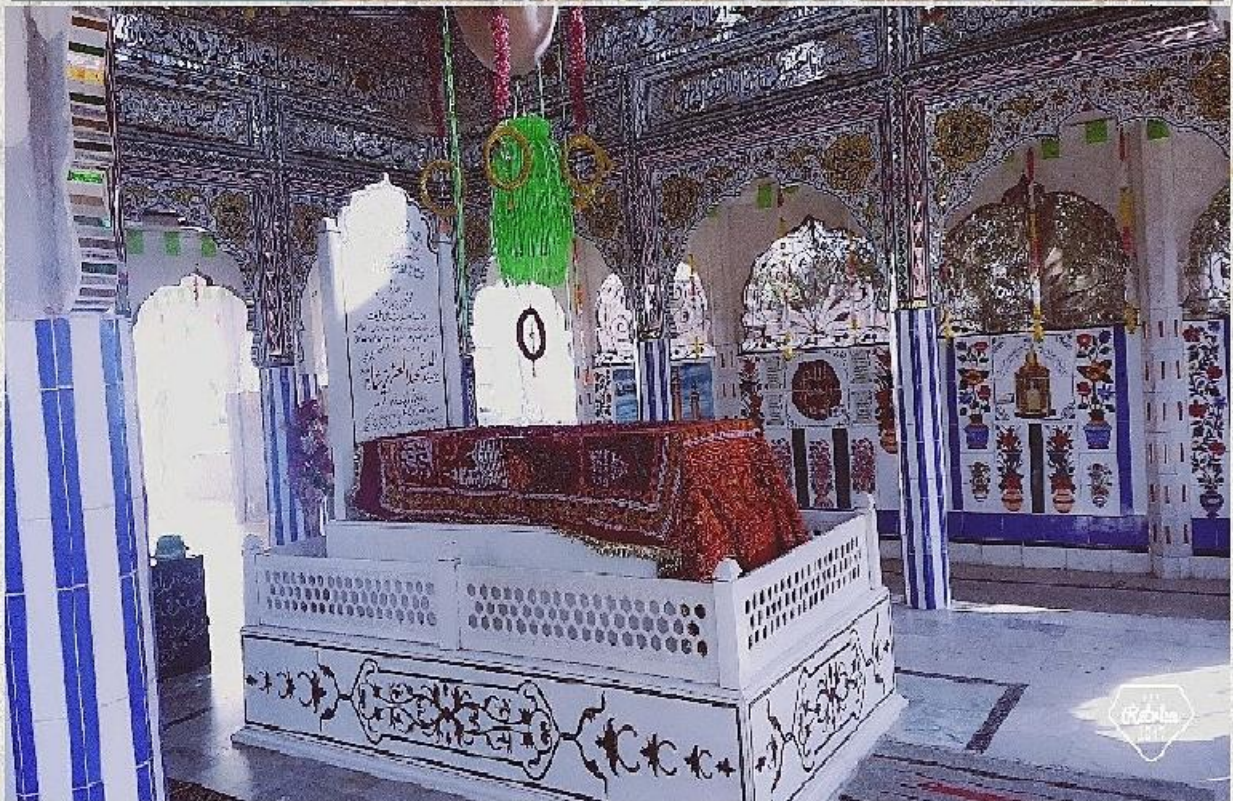
امام بعد جملہ محبان فقرا کو واضح ہو کہ حاجی صاحب کو اجازت کرنے بیعت در
طریقہ نقشبندیہ و قادریہ و مجددیہ کی ہے۔ جس میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ یہ
طریقہ رسول کریم سے نیکر سلسلہ وار چلا آتا ہے۔ لہذا بعد اہل اسلام کو لازمی
امر ہے کہ حاجی صاحب ہر صوف سے ذکر کفر حاصل کر کے دین اور دنیا کی
فلاح پائیں۔ خدا تعالیٰ ہر مسلمان کو توفیق عطا کرے۔ آمین یا مولیٰ کریم۔
حضرت حاجی الحرمین الشریفین حضرت حاجی نوران شاہ صاحب
خلیفہ انظم حضرت قطب الاقطاب جناب بابا جی صاحب اردوئی

مورخہ 26 محرم الحرام 12 پھاگن 1997 بمبئی

بقلم خود حاجی نوران شاہ



مزار مبارک حضرت الحاج پیر سید محمد شاہ کاظمیؒ



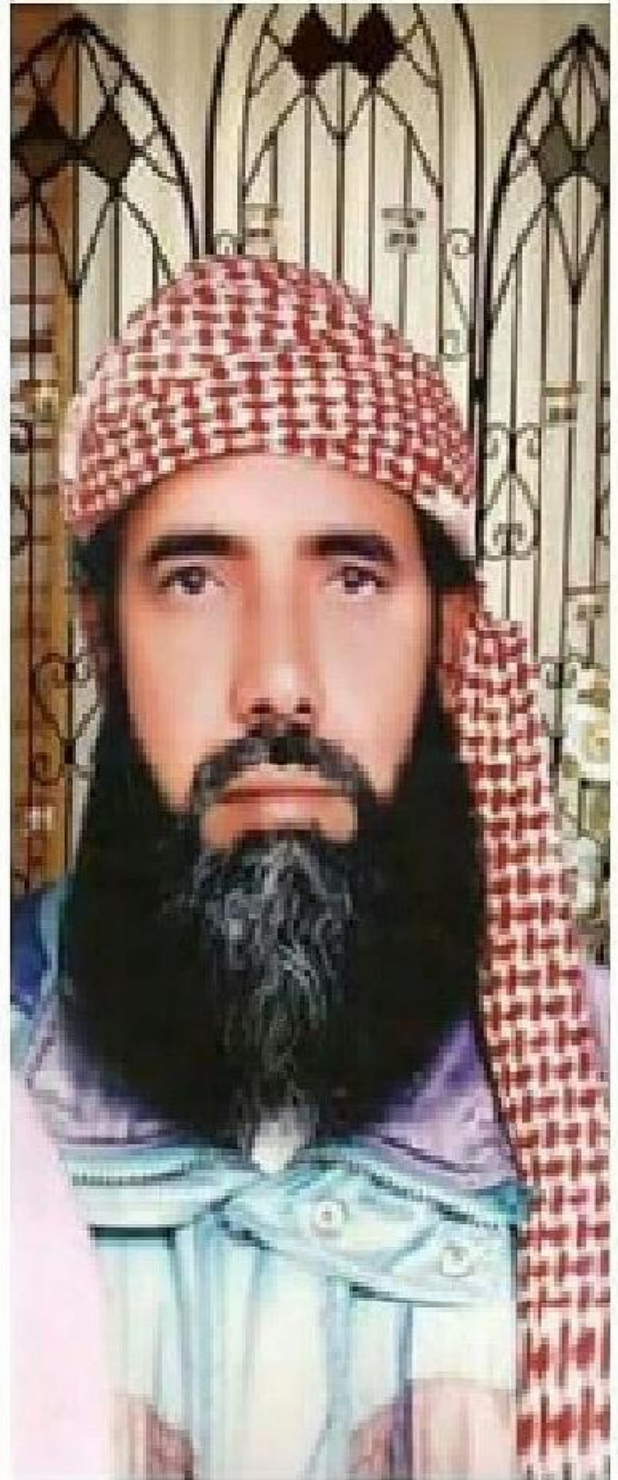
مرکز انوار تجلیات



مصنف: حضرت الحاج پیر سید طاسین شاہ کاظمیؒ



حضرت الحاج پیر سید شاہ عبد العزیز کاظمیؒ



سجادہ نشین اول: حضرت پیر سید عبد المجید شاہ
سجادہ نشین دوم: صاحبزادہ پیر سید محمد شاہ ثانی



بابا صاحب اور ان کے فرزند ان گرامی قدر

الفہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	پیش لفظ از مصنف	۳
۲	تقریظ از سید نور محمد شاہ	۵
۳	پیدائش ---- تعلیم	۶
۴	حج بیت اللہ ---- روضہ رسول ﷺ پر حاضری	۷
۵	حج کے واقعات ---- دیچی سے روانگی	۸
۶	سفر سرہند اور حضرت حاجی باباؒ سے خلافت عطا ہونا	۹
۷	مسند تدریس ---- حیران کن واقعہ	۱۱
۸	لاہ شریف سے ہجرت	۱۲
۹	فہرست مضامین	۱۰
۱۰	حاجی صاحب کی لاہ شریف سے واپسی	۱۳
۱۱	ترکنہ ڈھوک سے کشمیر روانگی ---- حیران کن واقعہ	۱۴
۱۲	نانا سید سلیمان شاہؒ کی شہادت کا واقعہ اور کرامت	۱۵
۱۳	کشمیر سے پاکستان ہجرت ---- جندروٹ کا واقعہ	۱۶
۱۴	اجنبی کی دعوت ---- جنگل میں شیر کا ساتھ چلنا	۱۷
۱۵	پاکستان آمد ---- دوسرا حج	۱۸

۱۹	مشہد مقدس حاضری و روانگی	۱۶
۲۰	بغداد، نجف اشرف، مکہ المکرمہ و مدینہ پاک کا سفر	۱۷
۲۱	کربلا کا سفر	۱۸
۲۲	تیرہ حج-----تیسرا حج	۱۹
۲۴	جدہ سے مکہ مکرمہ روانگی	۲۰
۲۵	کرامات	۲۱
۲۶	راجہ فیروز خان کا انتقام لینے کا فیصلہ	۲۲
۲۷	میری (مصنف کی) دینی روانگی	۲۳
۲۸	راقم کی حج بیت اللہ پر روانگی	۲۴
۲۹	قبلہ بابا جی سے ملاقات	۲۵
۳۱	۱۹۶۹ء میں حج پر روانگی کا انوکھا واقعہ	۲۶
۳۳	۱۹۷۱ء میں بابا صاحب کی کرامت کا عجیب واقعہ	۲۷
۳۴	غار حرا میں حاضری اور تصویر بنانے کی کوشش	۲۸
۳۵	میاں خادم حسین کا بیان۔ حافظ غلام نبی کی روایت	۲۹
۳۶	نورپور سیداں میں قوالی کا واقعہ	۳۰
۳۷	آپ کی ناراضی، آندھی، اور حضرت حاجی بابا کا آپ اور حضرت آزاد صاحب کے خواب میں تشریف لانا	۳۱
۳۸	آپ کی دعا سے اللہ نے بیٹا عطا کر دیا	۳۲

۳۳	تیسرے حج پر مرشد کی اجازت نہ ملنے پر بیقراری	۴۰
۳۴	والدہ محترمہ کو مقبوضہ کشمیر سے لانا	۴۲
۳۵	سرینگر میں میری گرفتاری و حیران کن رہائی	۴۳
۳۶	مدینہ منورہ روانگی و مسجد نبوی میں قیام	۴۵
۳۷	زیارتیں	۴۷
۳۸	جنوری کی شدید سردی نے کوئی نقصان نہ پہنچایا	۵۰
۳۹	چار آدمیوں کا کھانا درجنوں کو پورا آنا	۵۱
۴۰	محمد یونس ولد حاجی ولایت کھوکھر کا بیان	۵۲
۴۱	آپ کا سفر آخرت	۵۳
۴۲	جنازے پر ابا بیلوں کا آنا	۵۵
۴۳	بابا جی کی اولاد	۵۶
۴۴	خلفاء	۵۸
۴۵	بابا صاحب کے بتائے ہوئے ختم خواجگان	۶۰
۴۶	مرکز رشد و ہدایت کیاں شریف	۶۱
۴۷	دعا	۶۲
۴۸	شجرہ نسب	۶۳
۴۹	تصویر الحاج پیر سید محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ	۶۴
۵۰	تصویر مصنف	۶۵

رہبرِ کامل

سوانح حیات

غوثِ زمانِ قُطُبِ مَورِاں حضرت
پیرِ العاجِ مُحَمَّد شاہ رحمۃ اللہ علیہ
کالوچک شریف

بسم الله الرحمن الرحيم

پیش لفظ

ایک مدت سے میرے دل میں یہ خواہش انگڑائیاں لے رہی تھیں کہ میں غوث قطب دوراں سراج السالکین فناہ فی اللہ فاہ فی الرسول و فناہ فی الشیخ حضرت الحاج سید محمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے حالات و واقعات پر مبنی ایک جامع سوانح عمری قلمبند کروں مگر اپنی کم علمی آڑے آتی رہی۔

ارادے باندھتا ہوں ، سوچتا ہوں توڑ دیتا ہوں
کہیں ایسا نہ ہو جائے کہیں ویسا نہ ہو جائے
کیونکہ اس مقدس اور نازک موضوع پر خامہ فرسائی کرنا گویا کم علمی کا چراغ
جلا کر آفتاب کو دکھانے کے مترادف لگتا تھا۔ تاہم اپنی عقیدت کا اظہار کرنے کے لیے
قلم اٹھایا تو حضرت قبلہ بابا صاحب کے فیضان نظر نے یہ کٹھن مرحلہ سہل اور آسان بنا
دیا۔

نہ پوچھ ان خرقة پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے پھرتے ہیں اپنی آستینوں میں
چنانچہ خدائے بزرگ و برتر نے مجھ ناچیز کو ہمت و توفیق عطا فرمائی جس کے نتیجہ
میں آج اپنی دیرینہ خواہش و آرزو کو حقیقت کا روپ دیکر حضرت حاجی بابا صاحب کی
سوانح عمری کی شکل میں قارئین کی نذر کر رہا ہوں۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس موضوع پر جو کچھ بھی لکھا ہے وہ حرف اول سے
زیادہ کچھ نہیں ہے کیونکہ اللہ کے ولیوں کی حیات طیبہ، اوصاف و کرامات کا موضوع

اپنے اندر اس قدر وسعت رکھتا ہے کہ اس میں جس قدر بھی طویل سفر طے کیا جائے وہ منزل کی طرف پہلا قدم ہی ہو گا یہ ایسا موضوع ہے کہ جسے بیان کرنے سے شعلہ بیاں خطیبوں کا جوش بے معنی اور بلند پایہ مصنفوں کا زور قلم عاجز ہے۔ بھلا جن ہستیوں کو خدائے بزرگ و برتر اپنا دوست قرار دیتے ہوئے خود ان کی تعریف میں اعلان کر رہا ہو کہ
 الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یخزنون تو پھر ایسے برگزیدہ بندگان خدا کے دربار عالیہ میں مجھ جیسا ناچیز، کوتاہ دست و بے نوا عقیدت کے چند پھولوں کے سوا اور کیا پیش کر سکتا ہے۔

میں نے اپنی بساط کے مطابق پوری پوری کوشش کی ہے کہ دستیاب حالات اور واقعات کی روشنی میں حضرت قبلہ بابا صاحب کے حالات زندگی تحریر کروں تاہم اگر کوئی کمی رہ گئی ہو یا کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہو تو اسے میری کم علمی سمجھ کر درگزر کر دیا جائے۔

صاحبزادہ الحاج سید طاہر شاہ

پیر

(نورال شریف)

راقم الحروف کو پیر طریقت، رہبر شریعت، غوثِ زمان حضرت قبلہ الحاج سید محمد شاہ صاحب کی حیات طیبہ کے حالات و واقعات اور اوصاف و کمالات پر مشتمل زیر نظر تصنیف مصنفہ صاحبزادہ سید طاسین شاہ صاحب کا مطالعہ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ میں اس تصنیف کی تکمیل پر مصنف کی گرانقدر کاوشوں کو غراجِ تحسین پیش کرنے کے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جنہوں نے نہایت ہی سادہ مگر خوبصورت اور مربوط انداز میں حضرت حاجی صاحب کے حالات زندگی کو ایک کتاب کی شکل میں قلمبند کر کے ایک گرانقدر کارنامہ انجام دیا ہے۔

مجھے یقین ہے کہ جس طرح قبلہ حاجی صاحب کی حیات طیبہ شریعت محمدی کی کھلی اور روشن کتاب تھی کہ جس نے بھی اس کی پیروی کی یقیناً وہ دین و دنیا میں فلاح پاگیا۔ اس طرح ان کی سوانح عمری بھی ان کے عقیدت مندوں اور متلاشیانِ راہ ہدایت و عرفان کیلئے مشعلِ راہ ثابت ہوگی۔ آج کے مادہ پرستی کے اس پر فتن دور میں زیر نظر تصنیف طالبانِ رشد و ہدایت کیلئے یقیناً ایک لازوال نعمت ثابت ہوگی۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ صاحب کی اس سعی جمیلہ کو بہترین پاک کے صدقہ میں شرف قبولیت بخشے اور قبلہ حاجی پیر صاحب کے مشن کی شمع کو زیر نظر تصنیف کے ذریعہ تاقیامت روشن رکھے تاکہ اس کی ضوفشاں کرنیں بھولی بھٹکی انسانیت کی صراطِ مستقیم کی تلاش و جستجو میں رہبری و راہنمائی کرتی رہیں (آمین)

راقم الحروف

پروفیسر سید نور محمد شاہ

گورنمنٹ ڈگری کالج میرپور

آزاد کشمیر

سوانح حیات

پیدائش

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے تپن میں دیدہ ور پیدا

غوث زمان قطب دوراں حضرت پیر الحاج سید محمد شاہ صاحب سادات کے
ایک معروف گھرانے میں یکم جون ۱۹۱۲ء بروز منگل بمطابق ۲۲ جمادی الاول ۱۳۲۹ھ کو
موضع لاه شریف تحصیل رآبوری ضلع ریاسی ریاست جموں و کشمیر میں پیدا ہوئے آپ
نجیب الطرفین حسینی سید ہیں۔ آپ کے والد ماجد کا نام فقیر شاہ صاحب تھا۔ آپ کے
والد بزرگوار کا سایہ اس وقت اٹھ گیا جب آپ کی عمر صرف دس برس تھی۔ آپ کی والدہ
ماجدہ نے آپ کی پرورش بھرپور انداز میں کی جس نے آپ کو والد ماجد کی کمی محسوس نہ
ہونے دی۔ آپ کی والدہ نہایت پارسا اور نیک و کار خاتون تھیں۔ ان کی سخاوت دور
دور تک مشہور تھی۔ ہجرت کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ جو کامل ولیہ تھیں نماز فجر کی
ادائیگی کرتے ہوئے سجدہ کی حالت میں اپنے مالک حقیقی سے جا ملیں۔ ان کا مزار اقدس
نردال شریف ضلع گجرات میں ہے۔

تعلیم

جب آپ کی عمر مبارک چودہ برس کی ہوئی تو آپ علم و عرفان کی جستجو میں گھر کو
خیر باد کہہ کر کالو چک شریف ضلع گجرات پہنچے یہاں پر آپ کو حافظ قطب الدین صاحب
کی صحبت ملی جو اپنے زمانے کے مشہور معلم تھے۔ جن کے چترہ فیض سے آپ نے بھی
فیض حاصل کیا۔ قرآن حکیم کی تعلیم حاصل کی اور کئی برس تک یہاں قیام پذیر رہے

۷
اور بچپن سے جوانی تک کا زمانہ مثالی سیرت و کردار سے گزارا۔ آپ نے طالب علمی کا دور کالوچک شریف کے علاقہ میں ہی گزارا۔ اس دوران آپ کی والدہ ماجدہ لاه راجوری میں ہی قیام پذیر رہیں۔ اس زمانہ میں درویش طالب علموں کی بڑی قدر و منزلت ہوتی تھی۔ بندگان خدا میں سے جو کوئی بھی آپ کی خدمت کرتا آپ اس سے پس انداز کر لیتے اور یہ رقم اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں ارسال کر دیا کرتے تھے۔

حج بیت اللہ شریف

جب آپ کی عمر مبارک تقریباً ستائیس برس کی ہوئی تو آپ رموز قرآن سے آگاہی حاصل کر چکے تھے۔ آپ کے دل میں صاحب قرآن کے در اقدس پر حاضری کی تڑپ موجیں مارنے لگی لہذا آپ ۱۹۳۸ء میں سفر حجاز مقدس پر روانہ ہوئے اور حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد آپ مدینہ منورہ کے سفر پر روانہ ہو گئے۔

روضہ رسولؐ پر حاضری

قبلہ والد محترم کا دل عشق رسولؐ سے منور تھا۔ آپ نے دار فکلی کی حالت میں روضہ رسولؐ پر حاضری دی اور عشق محمدی کے پھولوں سے اپنے سینہ کو سجایا اور پھر بار بار سبز گنبد کی زیارت کی دعا مستجاب کے بعد اشکبار آنکھوں سے اپنے آقا و مولا کے مقدس شہر سے واپس عازم سفر ہوئے۔

حج بیت اللہ اور زیارت روضہ رسولؐ کے بعد جب آپ پہلا حج کر کے واپس تشریف لائے تو راقم الحروف کی عمر تقریباً سات برس کی تھی گرمیوں کا موسم تھا۔ ہماری برادری حسب معمول لاه شریف راجوری سے کاتر کھل کشمیر جو گرمیوں کی ڈھوک تھی وہاں آپ کی آمد کی خبر سن کر تمام لوگ خوشی کے مارے جھوم اٹھے کیونکہ اس زمانے میں حج کر کے واپس آنے والوں پر لوگ جان چھڑکتے تھے۔ ہر خاص و عام آپ کے والہانہ استقبال کیلئے بمقام دیچی جو ہماری ڈھوک سے تین میل کے فاصلہ پر پہنچے تو لوگوں کا ایک جم غفیر آپ کے ہمراہ چلا آ رہا تھا، جن میں پونج کی سادات برادری

کے لوگ جو گرمیوں کی ڈھوک سا تھریاں میں مقیم تھے وہ بھی آپ کے ہمراہ بڑے جوش و جذبہ سے آرہے تھے۔ چچا ولی شاہ صاحب مجاہد پروٹی (مرحوم) کا جذبہ قابل دید تھا وہ والہانہ انداز میں حاجی الحرمین کے نعرے بلند کر رہے تھے اور اس حسین وادی میں ایک عجیب منظر دیکھنے میں آرہا تھا۔

عقیدت مندوں کا یہ پر جوش جلوس جب دہچی کے میدان میں جمع ہو گیا تو آپ نے اپنے دست مبارک سے تمام لوگوں میں ترکات تقسیم کیے۔ اسی عالم میں میرے خالہ زاد بھائی سید شاہ حسین مرحوم کو آپ نے گلے سے لگایا اور ان کے والد محترم مولانا سید محبوب شاہ صاحب شیخ الحدیث جو اپنے زمانہ کے مایہ ناز عالم تھے۔ ان کی وفات پر اظہار تعزیت کیا۔ مولوی صاحب جو آپ کے استاد تھے اور آپ کی عدم موجودگی میں وفات پا چکے تھے۔

حج بیت اللہ کے سفر کے واقعات

دہچی کے میدان میں جمع ہونے والے پر جوش ہجوم سے آپ نے خطاب فرمایا اور سفر حج کے ایمان افروز واقعات بیان کرنے لگے۔ آپ نے بتایا کہ میں نے جدہ سے مکہ المکرمہ اور وہاں سے مدینہ منورہ تک کا تمام سفر پیدل طے کیا۔ مدینہ منورہ سے چلتے وقت ایک من دس سیر کھجوریں خریدیں اور اپنے کندھے پر اٹھا کر جدہ پہنچا۔ آپ نے فرمایا کہ استا بھاری بوجھ اٹھا کر مدینہ منورہ سے جدہ تک ۳۰۰ میل کا سفر پیدل طے کرنے کے باوجود خدا کے فضل و کرم سے ذرہ برابر تھکاوٹ محسوس نہ ہوئی۔

دہچی سے روانگی

دہچی میں مختصر قیام کے بعد تمام برادری آپ کو جلوس کے جلو میں کا تر کھل لائی جہاں راجوری کی برادری کے تمام مرد و زن خوشی اور مسرت سے سرشار تھے ہر آنکھ سے عقیدت و محبت کے اشک رواں تھے اور عجیب منظر تھا ہر کوئی آپ کے دست مبارک

کو چومنے کے لیے بیتاب تھا، خاص کر آپ کی والدہ ماجدہ اور آپ کی ہمشیرہ صاحبہ کی خوشی کی انتہا تھی وہ اپنے فرزند ارجمند کو بار بار گلے لگا رہی تھیں۔

جب آپ تمام برادری سے ملاقات کے بعد گھر تشریف لائے تو تھوری دیر بعد حضرت قبلہ حاجی بابا سید نوران شاہ صاحب، ہمارے غریب خانہ پر بنفس نفیس تشریف لائے اور بڑی دیر تک قبلہ والد صاحب کے پاس بیٹھے رہے اور راز و نیاز کی باتیں ہوتی رہیں۔

بیعت اور خلافت

حضرت باباجی مرشد کامل کی تلاش میں مصروف رہے آپ باعمل، متقی اور روشن ضمیر فقیر تھے۔ آپ روحانیت کا کمال حاصل کرنے کی جدوجہد میں دن رات لگے ہوئے تھے۔ ۱۹۳۸ء کا ہی واقعہ ہے کہ حضرت حاجی بابا سید نوران شاہ اپنے ایک مقتدر خلیفہ میاں محمد حسین صاحب اور چند عقیدت مندوں کے ہمراہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے روضہ پر انوار کی زیارت کیلئے تشریف لے گئے اور اسی سفر کے دوران امرتسر کے علاقہ میں قیام پذیر تھے کہ جناب قبلہ والد صاحب بھی وہاں تشریف لے گئے۔ حضرت بابا سید نوران شاہ کے خلیفہ میاں محمد حسین صاحب نے اسی رات ایک عجیب خواب دیکھا اور صبح بابا صاحب کی خدمت میں خواب بیان کرنا شروع کیا۔ انہوں نے کہا رات کو حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی تشریف لے آئے ہیں اور انہوں نے حاجی سید محمد شاہ صاحب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا ہے۔ اتنا ہی خواب بیان کیا تھا کہ بابا صاحب نے میاں صاحب سے فرمایا کہ ٹھہر جائیں خواب کا بقیہ حصہ موخر کرتے ہوئے فرمایا کہ قلم اور کاغذ لاؤ سہ چنانچہ حکم کی تعمیل ہوئی۔ آپ نے تحریری طور پر حضرت والد صاحب کو خلافت عطا فرمائی اور ان کے سر مبارک پر دستار خلافت سجاتے ہوئے فرمایا میاں صاحب اپنا خواب پورا کریں میاں صاحب نے خواب بیان کرتے ہوئے کہا کہ جناب غوث پاک حاجی سید محمد شاہ صاحب کا ہاتھ پکڑ کر فرماتے ہیں

کہ سلسلہ نقشبندیہ کے ایک خلیفہ کی جگہ خالی ہو گئی ہے اس کے لیے حاجی سید محمد شاہ صاحب کا تقرر کیا جاتا ہے۔ لہذا پیر و مرشد کا باہمی ملاقات اور خلافت کا سلسلہ انجام پذیر ہوا۔

اپنے پیر کی نگاہ کرم نے آپ کو روحانیت کے عروج کمال تک پہنچا دیا۔ رشد و ہدایت اور بیعت کا سلسلہ مرشد کامل کی اجازت کے بعد آپ نے کالوچک شریف کو ہی اپنا رشد و ہدایت کا مرکز بنایا اور ہزاروں گم گشتہ راہ کو راہ ہدایت پر گامزن فرمایا۔ قبلہ بابا صاحب کے ارادت مند عالم میں پھیلے ہوئے ہیں تاہم آپ نے سب سے پہلے کالوچک شریف کے صوفی محمد دین صاحب کو بیعت کیا۔ صوفی صاحب جوتے بنانے کا کام کرتے تھے اسی دوران ایک اور صاحب جو راجپوت برادری سے تعلق رکھتے تھے راجہ صاحب نے جب بابا صاحب کی شہرت سنی تو اپنے گھر کے افراد کو اکٹھا کر کے کہنے لگے کہ میں کالوچک میں شاہ صاحب سے بیعت ہونے جا رہا ہوں لیکن پہلے ان کی آزمائش کروں گا میں ان کی دو ہزار روپے پیش کر کے بیعت کرنے کیلئے عرض کروں گا اگر انہوں نے پہلے پیسے لئے اور پھر بیعت کیلئے کہا تو میں انہیں پیر تسلیم نہیں کروں گا۔ راجہ صاحب یہ نیت لیکر کالوچک پہنچے تو آپ نے حسب معمول دریافت فرمایا کہ تم نے نماز پڑھی ہے کہ نہیں۔ راجہ صاحب نے نفی میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا کہ پہلے وضو کر کے نماز ادا کرو اور پھر ہمارے پاس آنا۔ راجہ صاحب نماز سے فارغ ہو کر آپ کے پاس حاضر ہوئے اور دو ہزار روپے پیش کر کے بیعت کے لیے عرض کرنے لگے۔ آپ نے کوئی توجہ دینے کی بجائے ایک رقعہ صوفی محمد دین صاحب کے نام لکھ کر راجہ صاحب کو دیا اور فرمایا کہ جاؤ یہ رقعہ صوفی صاحب کو کوئلہ جا کر دینا جو لوگوں کے جوتے مرمت کرتا ہے اور پیسے بھی انہی کو دینا۔ وہ رقعہ لے کر کوئلہ پہنچے بابا صاحب کا پیغام پہنچایا۔ صوفی صاحب کشف القلوب بزرگ تھے وہ فوراً کھڑے ہو گئے اور راجہ صاحب سے کہا کہ میں وضو کر کے آتا ہوں آپ میری جگہ تشریف رکھیں اور اس جوتے کی مرمت کریں۔ اس پر راجہ صاحب اپنے ساتھ آئے ہوئے ساتھیوں کے سامنے بے

حد شرمندہ ہوئے اور صوفی صاحب کی واپسی کا انتظار کیے بغیر ہی وہاں سے چلے گئے۔
 راجہ صاحب نے دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضری دی اور بیعت ہونا چاہا مگر آپ نے
 فرمایا کہ پہلے تم اپنا عقیدہ درست کرو پھر بیعت کیلئے آنا۔ راجہ صاحب کے دل و دماغ پر
 آپ کی محبت چھا گئی تھی لہذا اسی طلب و تڑپ میں چند ماہ گزار کر آپ کے دست حق
 پرست پر بیعت حاصل کر لی۔ اس واقعہ کا اس قدر چرچا ہوا کہ آپ کی حق پرستی اور حق
 گوئی کی شہرت دور دور تک پھیل گئی اور آپ کے مریدوں کا حلقہ وسیع سے وسیع تر ہوتا
 گیا۔

آپ کے عقیدت مندوں کی ایک بڑی تعداد وادی کشمیر اور خاص کر ضلع ریاسی
 کی تحصیل راجوری اور پونچھ کے علاقوں میں پھیلی ہوئی تھی۔ تحصیل راجوری میں اپنی
 برادری کے علاوہ دیگر برادریوں کے لوگوں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔
 تھنہ کے قریب ایک گاؤں موضع کروٹ میں آپ کے عقیدت مندوں کی بڑی تعداد
 موجود تھی۔

تعلیم و تدریس

پونچھ ضلع میں موضع پھروٹ میں ہماری برادری کی اچھی خاصی تعداد آباد تھی۔
 آپ نے اس برادری میں قرآن حکیم کی حفظ و ناظرہ کی تعلیم و تدریس کا سلسلہ شروع کیا
 اور پھروٹ کی سادات برادری میں استاد جی کے نام سے مشہور ہو گئے۔ عام لوگوں کے
 علاوہ بعض معروف لوگوں نے بھی آپ کے سامنے زانوئے تلمیذ طے کیا اور قرآن عظیم
 کی تعلیم سے مشرف ہوئے۔ ان میں سید یسین شاہ ولد قاسم شاہ، سید علی حیدر شاہ ولد
 سید ولی شاہ مجاہد سید ولی شاہ ولد رحیم شاہ، سید محمد انور شاہ صاحب قابل ذکر ہیں۔

ایک حیران کن واقعہ

ہجرت سے قبل قبلہ حضرت صاحب کالوچک شریف میں قیام پذیر تھے۔ ان

دنوں تحریک پاکستان کامیابی کے مراحل طے کر رہی تھی۔ میں راجوری سے تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے ضلع گجرات کے ایک گاؤں مراڑیاں شریف کے ایک معروف درس میں زیر تعلیم تھا۔

آخر پاکستان ۱۹۴۷ء میں معرض وجود میں آگیا لیکن ریاست جموں و کشمیر میں تحریک آزادی کشمیر چل رہی تھی۔ میں اور مولوی قاسم شاہ صاحب جو میرے ساتھ درس میں تھے۔ ہم دونوں کالوچک شریف چلے آئے اور قبلہ والد صاحب اور مولوی نور محمد شاہ صاحب سے ملاقات ہوئی، ہم نے جناب قبلہ بابا صاحب کو راجوری جانے کیلئے عرض کیا تو آپ نے ہماری گزارش مان لی اور ہم قبلہ حضرت صاحب کے ساتھ کالوچک سے راجوری کشمیر کیلئے روانہ ہو گئے۔ جب ہم کھوئی رٹ کے قریب پہنچے تو ظہر کا وقت ہو گیا۔ نماز کی ادائیگی کیلئے ایک چشمہ پروضو کیا اور وہاں ہی نماز ادا کرنے کے بعد قبلہ باباجی صاحب نے اپنی سفید چادر زمین پر بکھائی اور ختم شریف شروع کر دیا۔ اسی اثناء میں انڈیا کے دو ہوائی جہاز آئے اور انہوں نے ہم پر بمباری شروع کر دی۔ میں مولوی محمد قاسم شاہ صاحب اور مولوی سید نور محمد شاہ صاحب ایک درخت کے نیچے بھاگ کر گئے اور چھپ گئے۔ ہم نے باباجی صاحب سے کہا کہ آپ بھی درخت کے نیچے تشریف لے آئیں۔ مگر حیرانی کی بات ہے کہ والد صاحب بے خوف و خطر اسی حالت میں بیٹھے ختم شریف پڑھتے رہے۔ ہوائی جہاز جو گولہ بھی گراتے وہ دور ایک نالہ میں جا گرتا۔ آخر کار ہوائی جہاز حملہ مکمل کر کے واپس چلے گئے۔ آپ ختم شریف بدستور پڑھتے رہے اور انہیں کوئی گزند نہیں پہنچا۔ اس کے بعد ہم والد صاحب قبلہ کی معیت میں سفر کرتے ہوئے لاہ شریف پہنچے تو وہاں بھی دشمن کا خطرہ تھا۔

لاہ شریف سے ہجرت

لاہ شریف میں پہنچ کر چند دن گزارنے کے بعد برادری کے ہمراہ لاہ سے پونجھ کی جانب روانہ ہوئے۔ دو دن کے خوفناک سفر کے بعد تحصیل مہندڑ کے گاؤں پمروٹ

پہنچے جہاں ہماری برادری آباد تھی۔ پھروٹ کی سادات برادری نے لاه شریف سے ہجرت کر کے آنے والوں کیساتھ بھرپور تعاون کیا۔

موضع پھروٹ میں مہینہ بھر گزارنے کے بعد ہماری برادری گرمیوں کی ایک ڈھوک ترکہ چلی گئی۔ وہاں کچھ عرصہ قیام کیا اور ترکہ سے ہی قبلہ والد صاحب اور جناب قبلہ نانا سید سلیمان شاہ صاحب معہ میرے خالہ زاد بھائی سید ہدایت واپس لاه شریف چلے گئے۔ کیونکہ ہندوستانی فوج واپس شہر راجوری چلی گئی تھی اور علاقہ خالی تھا۔ والد صاحب کی بہت سی دینی کتب وہاں رہ گئی تھیں۔ انہیں لانا چاہتے تھے۔ انہیں ترکہ سے گئے ہوئے ایک ہفتے سے بھی زیادہ گزر گیا تو ہمیں بے حد تشویش ہوئی کہ نہ جانے ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوا۔ دشمن نے کہیں پکڑ ہی نہ لیا ہو۔

قبلہ والد صاحب کی لاه شریف سے واپسی

میں اور میرے اور بہت سے ساتھی فوجی تربیت حاصل کرنے میں مصروف تھے کہ اچانک سید وہاب الدین شاہ مرحوم ولد سلطان علی شاہ صاحب نے مجھے آواز دی کہ جناب حاجی صاحب واپس آگئے ہیں یہ سن کر میں صاحبزادہ سید طاسین شاہ دوڑتا ہوا وہاں پہنچا تو دیکھا کہ آپ ہتھر پر بیٹھے ذکر الہی میں مصروف ہیں۔ قریب سے ایک نالہ گزرتا تھا اور پاس ہی گجر برادری کی ایک بستی تھی۔ سید وہاب الدین شاہ مرحوم بھاگ کر گئے اور گجروں کے گھروں سے کچھ دودھ لے آئے اور قبلہ بابا صاحب کو پینے کیلئے پیش کیا مگر آپ خاموش رہے۔ اتنے میں الحاج سید محمد عبداللہ شاہ صاحب آزاد مرحوم بھی وہاں تشریف لے آئے اور آپ نے وہاب الدین شاہ کو مخاطب کر کے کہا کہ تو بہت بھولا آدمی ہے۔ تمہیں معلوم نہیں کہ رجب کا مہینہ شروع ہو چکا ہے۔ اور قبلہ حاجی صاحب رجب سے ہی روزہ رکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ آپ ہمیشہ معمول کے مطابق تین ماہ رجب شعبان اور رمضان کے روزے رکھا کرتے تھے۔ مغرب کے وقت آپ نے پانی کے ساتھ روزہ افطار کیا اور خود ہی نماز کی امامت کرائی۔ نماز کے بعد آپ کی آنکھوں سے

آئو بیٹے لگے اور فرمانے لگے کہ چچا سید سلیمان شاہ صاحب کی بہت فکر ہے کہ شاید وہ شہید ہو گئے ہیں۔ وہ مجھے اکثر شہادت کی موت ملنے کی دعا کا کہا کرتے تھے۔

ترکنہ دھوک سے کشمیر کی طرف روانگی

جب انڈین فوج نے پونچھ اور راجوری دونوں طرف سے پیش قدمی شروع کی اور دونوں طرف سے جو انڈین فوجیں سرنگوٹ پہنچ گئیں تو ہماری برادری کے کچھ فرد اور دوسرے لوگ تربیت حاصل کرنے میں مصروف تھے۔ دشمن کی فوج نے اچانک حملہ کیا تھا اس لیے حیدری بٹالین کے تربیت حاصل کرنے والے بہت سے مجاہد شہید ہو گئے اور ان میں ہماری برادری کے چند افراد بھی شہید ہو گئے۔ حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے ہماری برادری کا قافلہ وادی کشمیر کی جانب روانہ ہوا۔ کشمیر میں داخلہ کے دو اہم راستے تھے۔ ایک پیر پنال والا راستہ اور دوسرا تھہ کٹی کٹھ والی گلی کا راستہ۔ چونکہ پیر پنال کا راستہ پرانڈین فوج نے قبضہ کر لیا تھا اور مجاہدین سے لڑائی زوروں پر تھی اس لیے ہم نے کٹھ والی گلی کا راستہ اختیار کیا۔ چلتے چلتے آخر کار ہمارا قافلہ کٹھ والی کے دامن میں پہنچ کر چند ایام کیلئے رک گیا کیونکہ پر خطرہ تھا اور پہاڑ برف سے ڈھکے ہوئے تھے۔

ایک حیران کن واقعہ

کٹھ والی گلی جہاں ہمارا قافلہ رکا وہاں برف کی وجہ سے شدید سردی تھی۔ سردی سے بچنے کیلئے ہم نے لکڑیاں جمع کر کے آگ جلائی اور اونی چادریں اوڑھ کر آگ کے الاؤ کے گرد بیٹھ گئے لیکن قبلہ بابا صاحب نے ایک بڑے پتھر پر اپنی جائے نماز بچھائی اور صرف لٹھے کی ایک سفید چادر اوڑھے ساری رات نوافل ادا کرتے رہے سب حیران تھے کہ اتنی شدید سردی میں رات کیسے گزاریں گے مگر جب صبح ہوئی تو آپ کی پیشانی پر یاد الہی کی حرارت سے پسینہ کے نشان بھی موجود تھے۔

نانا سید سلیمان شاہ کی شہادت کی خبر

جب ہم کٹھ والی گلی میں جناب حاجی بابا حضرت نور ان شاہ کی سربراہی میں سب برادری جمع تھی کہ ایک اندوہناک خبر سنی۔ وہ میرے نانا سید سلیمان شاہ صاحب مع خالہ زاد بھائی سید ہدایت شاہ شہید ہو گئے ہیں۔ قبلہ والد صاحب نے پہلے بتایا تھا کہ مجھے جناب چچا صاحب موضع تھنہ ملے اور فرمانے لگے کہ چلو اکٹھے چلتے ہیں مگر میں نے کہا کہ میں موضع کروٹ جا رہا ہوں کیونکہ وہاں سے اپنے مریدوں کو نکالنا ہے۔ والد صاحب تو ٹکل کر واپس آگئے۔ مگر قبلہ نانا صاحب دسیری کی گلی کے راستے واپس پونچھ آ رہے تھے کہ کفار کی فوج سے آمتنا سامنا ہو گیا۔ نانا صاحب کے ساتھ اسی (۸۰) سے زائد مرد و عورتیں قافلہ میں شامل تھے۔ ان سب کو گھیر لیا نانا صاحب نے اہتمام محبت کرتے ہوئے کفار کی فوج سے مقابلہ شروع کر دیا مگر نہتے تھے جلد ہی کفار کی فوج نے گرفتار کر کے ایک مکان میں داخل کر کے شہید کر دیا اور مکان کو آگ لگا دی۔

شہادت کے بعد نانا صاحب کی ایک عظیم کرامت

جب کفار نے تمام قافلے والوں کو شہید کر دیا تو مکان کو بند کر کے آگ لگا دی پر انا مکان تھا جل کر خاکستر ہو گیا اور سوائے نانا صاحب شہید کے تمام شہداء بھی جل گئے مگر نانا صاحب کو آگ نے چھو اتک بھی نہیں۔ آپ کا جسم، کپڑے، سر کا عمامہ سب سلامت رہے آپ کی لائٹھی کا صرف وہ حصہ جلا جو آپ کے جسم مبارک سے الگ تھا۔ یہ ایسا حیران کن منظر تھا کہ دیکھنے والے عیش عیش کر اٹھے فوج کے منظر سے ہٹ جانے کے بعد چھپے ہوئے لوگ پناہ گاہوں سے واپس باہر آئے اور آپ کو جلے مکان میں تشہد کی حالت میں دیکھ کر دم بخود رہ گئے اور اسی جگہ آپ کو اس خوف کی حالت میں دفن کر دیا۔

جب نانا صاحب کی شہادت کی خبر ملی تو اس کی تصدیق کیلئے ماموں الحاج سید

محمد یعقوب شاہ صاحب مرحوم اور بھائی محمد سرور شاہ صاحب مغموم کو تھنہ کی جانب روانہ کیا گیا۔ یہ دونوں حضرات جب جائے شہادت عظمت آباد سہالاں پہنچے تو تمام حالات سے آگاہی حاصل ہوئی ماموں محمد یعقوب شاہ صاحب نے صندوق تیار کروایا اور دوبارہ قبر مبارک سے نکال کر سفید چادر کا کفن پہنا کر اسی مقام پر دفن کر کے واپس لوٹے تو اس وقت تک ہمارا قافلہ گلی عبور کر کے بمقام پتھریاں پہنچ چکا تھا۔ جب ماموں صاحب اور بھائی محمد سرور شاہ وہاں پہنچے تو پوری برادری اس المناک خبر کو سن کر حاجی بابا شیر نور ان شاہ جو نانا صاحب کے بڑے بھائی تھے ان کے آس پاس جمع ہو گئی اور ان سے تعزیت کرنے لگے۔

کشمیر سے پاکستان کی جانب ہجرت

وادی کشمیر میں جہاں ہمارا قافلہ مقیم تھا اس کے قریب ہی کرنل ہدایت خان کے ساتھ جو حیدری بنالین تھی ان کی کفار سے بہت خوفناک لڑائی ہوئی۔ کفار کو شکست ہو گئی اور کچھ ہندو فوجی ہمارے قافلہ کے پاس آگئے۔ جب انہیں بحفاظت واپس کر دیا تو ان ہندو فوجیوں نے اپنے آفسیران سے کہا کہ ہماری فوج کی تباہی کا سبب پتھریاں کے مقام میں مقیم سادات برادری ہے۔ لہذا ہندو فوج نے ہمارے قافلہ پر حملہ کی تیاری شروع کر دی مگر خدا کی مدد سے ہمارے قافلے کو اس حملے کی خبر ہو گئی اور ہمارا قافلہ پھر تہہ کٹی کے راستے واپس پونچھ کی جانب بحفاظت لوٹ آیا۔ راستے کے مصائب اور آلام برداشت کرتا ہوا یہ قافلہ آخر منازل طے کرتا ہوا آزاد کشمیر میں داخل ہوا اور نکمال کے موضع ڈبسی میں کچھ عرصہ کیلئے قیام پذیر ہو گیا۔

موضع جندروٹ کا ایک واقعہ

موضع جندروٹ میں یہ واقعہ پیش آیا کہ میرے چھوٹے بھائی عزیزم مولوی غلام یسین شاہ کو والد صاحب نے والدہ صاحبہ سے واپس طلب کیا جس پر ہمارے ماموں

صاحبان کے ساتھ جھگڑا ہوا جس نے کافی طول کھینچا۔ میرے پاس پکی رائفل تھی مگر سید مقبول حسین شاہ صاحب نے فائر کرنے سے منع کر دیا۔ الغرض حضرت قبلہ حاجی بابا نوران شاہ صاحب کی دعا سے جھگڑا ختم ہو گیا اور کوئی جانی نقصان نہ ہوا، البتہ برادری کے فیصلہ کے مطابق برادر م غلام یسین شاہ کو والد صاحب کو ہی دے دیا گیا۔ جس کو فریقین نے تسلیم کر لیا اس طرح یہ ایک افسوسناک واقعہ انجام پذیر ہوا۔

والد صاحب قبلہ صلح والی جگہ ہی بیٹھ گئے اور قرآن شریف کی تلاوت کرتے رہے جبکہ باقی برادری آگے روانہ ہو گئی۔ اس جگہ کا نام گولہ تھا جو مہنڈر کے قریب ہے اس وقت ہمارے ساتھ سید محمد قاسم شاہ صاحب و سید محمد اعظم شاہ صاحب پرسان آمین شاہ صاحب اور مولوی نور محمد شاہ صاحب ولد سید سید امر شاہ صاحب رہ گئے تھے۔ ہم نے نماز مغرب وہاں ہی ادا کی قبلہ والد صاحب نے ہی امامت کروائی۔

ایک اجنبی کی دعوت

والد بزرگوار نماز سے فراغت کے بعد دعا مانگ رہے تھے کہ وہاں ایک اجنبی شخص آیا اور کہنے لگا کہ آپ میرے ساتھ چلیں میں نے آپ کیلئے کھانا تیار کر وار کھا ہے دعوت قبول کی اور وہاں ہی عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد گولہ کے میدان سے نکل کر ہم جنگل میں داخل ہو گئے۔

جنگل میں شیر کے ساتھ چلنے کا انوکھا واقعہ

چاندنی رات تھی اور چاند کی روشنی نے دن کا سماں بنا رکھا تھا۔ اسی اثناء میں ہم نے دیکھا کہ ایک شیر ہمارے ساتھ ساتھ چلتا آرہا ہے۔ میں نے قبلہ والد صاحب سے شیر پر فائر کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے منع کر دیا اور خود با آواز بلند قصیدہ و غوثیہ پڑھنا شروع کر دیا۔ چلتے چلتے آخر جنگل کی حد ختم ہوئی آپ سقانی الحب و کاسات الوصالی پڑھا تو شیر نے مڑ کر جنگل کی طرف چھلانگ لگائی اور جنگل میں غائب ہو گیا

آپ نے فرمایا کہ ہمارے رب نے شیر کو ہماری حفاظت کیلئے مامور کیا تھا۔

پاکستان میں آمد

جب ہم ہجرت کر کے پاکستان میں پہنچے تو ہمارا قافلہ سرائے عالمگیر ضلع گجرات اکر رک گیا۔ وہاں سے والد صاحب مع قبیلہ پھوپھا سید لطیف شاہ صاحب مرحوم نروال تشریف لے گئے اور وہاں پر سکونت اختیار کر لی مگر آپ کا دینی اور روحانی مرکز کالو چک شریف ہی رہا ہے۔

کالو چک شریف میں قیام کے دوران ہی پورے ملک پاکستان اور آزاد کشمیر کے ہزاروں لوگوں نے آپ کے فیضان سے فنیض حاصل کیا۔ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ آپ کا حلقہ ارادت وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ آپ نے ایک عظیم الشان ولی کی حیثیت سے شہرت حاصل کی۔

دوسرا حج

حضرت بابا صاحب کے دل میں حجاز مقدس کے دیدار کا شوق ہر وقت موجزن رہتا تھا۔ آپ عشق مصطفیٰ میں وارفتہ رہا کرتے تھے آخر وہ گھڑی بھی آن پہنچی کہ آپ دوسرے حج کیلئے روانہ ہوئے جس کی روئیداد اپنی زبان پاک سے اس طرح بیان کیا۔ حج پر روانگی سے قبل ۳ جون ۱۹۵۲ء کو میں کالو چک سے مری گیا تمام برادری سے الوداعی ملاقات کی اور ۲۲ جون ۱۹۵۲ء کو سنی بنک مری سے راولپنڈی پہنچا تو میرے ہمراہ میرا بڑا فرزند سید طاسین شاہ بھی تھارات راولپنڈی قیام کیا اور اگلے روز گجرات پہنچے وہاں سے سید طاسین شاہ واپس چلا گیا اور میں قافلہ کے ہمراہ پاک حج ٹرانسپورٹ کے ذریعہ سفر حج پر روانہ ہوا۔ کوئٹہ پہنچا تو وہاں سے آٹھ خطوط لکھے۔ یہ خطوط اپنے پیرو مرشد حضرت حاجی بابا نوران شاہ صاحب کو سنی بنک مری لکھا۔ جبکہ دوسرے خطوط میں سے ایک اپنے بڑے لڑکے سید طاسین شاہ کو، صوفی محمد دین کالو چک، سید ہدایت شاہ، والد فتح علی شاہ سرائے عالمگیر، سید ولی شاہ گروکل، سید محمد یعقوب شاہ صاحب،

حیدری ولد گلاب شاہ صاحب، سید محمد شاہ ولد سید احمد علی شاہ صاحب ناہلیانہ اور جھلم،
مہر امام دین قیادی راولپنڈی اور حاجی محمد ولایت صاحب کراچی کے نام لکھے۔
کوئٹہ سے روانہ ہوئے اور ایران پہنچ کر کھانا کھایا۔ اٹھارہ روپے حج نوٹ
تبدیل کروا کر ایرانی کرنسی تمبن حاصل کی ایک تمبن دس آنے کا تھا۔ جس جگہ کھانا
کھایا اس کا نام تربت حیدری تھا وہاں انگور، سیب اور انار کے بڑے بڑے باغات دیکھے
علاوہ ازیں وہاں تین تین چار چار ہزار بکریوں کے ریوڑ بھی دیکھے۔

مشہد مقدس میں حاضری

۱۲ جولائی ۱۹۵۰ء کو مشہد مقدس پہنچے حضرت امام علی رضاؑ کے روضہ پر حاضری
دی اور قیام بھی وہاں ہی تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرا ارادہ تھا کہ رات بھر روضہ اطہر
کے اندر ہی قیام کروں گا مستطین نے باقی تمام حضرات کو نکال دیا مگر خدا کا کرنا کہ مجھے
کسی نے کچھ نہ کہا۔ میں تقریباً رات ایک بجے تک وہاں رہا اور بعد میں وہاں سے اٹھا اور
قافلہ میں پہنچا۔ دو یوم تک ہم نے وہاں ہی قیام کیا۔

مشہد سے روانگی

مشہد شریف میں دو ایام قیام کرنے کے بعد قافلہ اگلی منزل کی جانب رواں
دواں ہوا اور نیشاپور پہنچ کر امام زادہ حضرت محمد مجروحؑ، ابن امام سید زین العابدینؑ،
امام زادہ حضرت ابراہیم ابن امام موسیٰ کاظمؑ حکیم عمر خیام شاعر اور خواجہ فرید الدین شیخ
عطار کے مزارات پر حاضری دی اور وہاں سے تہران پہنچ گئے۔

تہران میں بھی شیخ صدوق ابن سلویہ، حضرت شاہ عبدالعظیم اور حضرت مائی
شہر بانو زوجہ حضرت امام حسینؑ کے روضوں کی زیارت کی جو شہر سے تین چار میل کے
فاصلہ پر ایک پہاڑی چوٹی پر ہیں۔

بغداد شریف میں قیام

تہران سے روانہ ہو کر قافلہ بغداد شریف پہنچ کر رکا اور ایک روز قیام کیا۔ رات بھر خدا کی یاد میں مصروف رہا اور سرتاج الاولیاء، غوث اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی گیلانی کے روضہ اقدس کی زیارت سے سرفراز ہوا۔ یہ روحانی مرکز زائرین کیلئے خاص اہمیت کا حامل ہے۔

نجف شریف میں قیام

بغداد شریف سے روانہ ہو کر ہمارا قافلہ نجف اشرف عراق میں پہنچا اور ہم نے مولائے کائنات شیر خدا کے روضہ اقدس کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ اور حیدری تلوار ذوالفقار حیدر کو دیکھا جو اپنی آب و تاب سے چمک رہی تھی۔

یہ قافلہ حجاج مکہ المکرمہ میں

نجف اشرف سے چل کر مکہ مکرمہ پہنچے اور عمرہ ادا کیا اور پھر ایک مہینہ مکہ شریف میں قیام کیا کیونکہ ایک مہینہ بعد حج ہونا تھا۔ حج ادا کیا اور مقامات مقدسہ کی زیارتیں تسلی بخش انداز سے کیں۔

مدینہ پاک کی طرف روانگی

حجاج اکرام صبح سے فارغ ہو کر روضہ رسول کی حاضری کیلئے بیتاب تھے آخر وہ دن آ ہی گیا جس کا انتظار تھا۔ ہمارا قافلہ منزلیں طے کرتا ہوا بدر کے مقام پر پہنچا جہاں کفر و اسلام کا پہلا معرکہ ہوا تھا۔ خدا کی قدرت ہے کہ قافلہ کی دو تین بسیں خراب ہو گئیں۔ مکینک رات بھران کی درستی میں مصروف رہے۔ صبح کی نماز ادا کر کے وہاں سے روانہ ہوئے۔ قافلہ جوں جوں مدینہ پاک کے قریب ہو رہا تھا دلوں کی دھڑکنیں تیز ہوتی جا رہی تھیں۔

جب مسجد نبوی کے مینار نظر آئے
اللہ کی رحمت کے آثار نظر آئے

آخر خدا کے پیارے حبیب کے روضہ اقدس پر حاضری دی اور پھر ۱۲ دن مدنیہ منورہ میں قیام کرنے کے بعد قافلہ واپس ہوا اور بغداد شریف سے ہوتے ہوئے کربلا معلیٰ پہنچ کر قیام کیا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کے روضہ کی زیارت کی اور ساتھ ہی حضرت عباس علمبردار کے روضہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔

کربلا میں قیام

شہدائے کربلا کے مزارات کی حاضری دی، بے حد تھکاوٹ تھی اس کے باوجود میں ساری رات حضرت امام حسین علیہ السلام کے روضہ پر بیٹھ کر خدا کی یاد میں مصروف رہا۔ خاک کربلا کو چوم کر آخر زائرین اور حجاج کا یہ قافلہ صبح سویرے اپنی اگلی منزل کی طرف چل پڑا۔ میں ایک بس کو دھکا دے رہا تھا کہ پاؤں پر زبردست چوٹ اگئی اور خون بہہ نکلا جس سے بے حد تکلیف تھی اور بدستور جاری رہی۔ اس مرتبہ حجاج اکرام نے بڑی تکلیف دیکھی۔ جب کھانا تقسیم ہوتا تو سب صاحبان دوڑ کر اور زور دیکر کھانا حاصل کرتے لیکن میں آخر میں جاتا اور کھانا حاصل کر لیتا اور نہ کھانا نہ ملنے پر کبھی شکایت نہیں کی۔

پاک حج ٹرانسپورٹ کا قافلہ ایران سے ہوتا ہوا راولپنڈی پہنچا تو میرا فرزند سید طاہر شاہ پہلے ہی راولپنڈی آیا ہوا تھا اس سے ملاقات ہوئی اور ایک اجنبی آدمی مجھے گلے ملا اور ایک ہاتھ میری جیب میں ڈال دیا تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ اب میرے پاس کوئی پیسہ نہیں۔ میرے فرزند سید طاہر شاہ نے اس کے منہ پر تھپڑ دے مارا میں نے منع کیا اور کہا کہ اس کو دس روپے دو۔ اسے دس روپے دے کر چھوڑ دیا۔ چونکہ تمام حجاج کے کھانے کا انتظام پاک حج ٹرانسپورٹ نے کیا ہوا تھا لہذا

وہاں ہی کھانا تناول کیا اور بعد از دوپہر سنی بنک مری روانہ ہو گئے کیونکہ ہماری ساری برادری مری میں تھی۔ سنی بنک سب سے پہلے اپنے مرشد حضرت حاجی بابا سے ملاقات کی اور پھر خبر ملتے ہی ساری برادری کے افراد وہاں پہنچ گئے اور سب نے ملاقات کی اور اس طرح یہ سفر ختم ہوا۔

آپ نے تیرہ حج کئیے

حضرت بابا جی نے جتنے حج کئیے ان میں سے ہر ایک کی ایک الگ اور ناقابل فراموش داستان ہے۔ آپ نے تیرہ مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ جب حج کا موسم فریب آتا آپ کراچی تشریف لے جاتے اور حج کی تیاری شروع کر دیتے۔ آپ کے سینہ پر انوار میں عشق مصطفیٰ علیہ السلام کا جلوہ موجزن رہتا تھا اور آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بلاوا کے منتظر رہتے اور جب بلاوا آتا تو آپ تمام تر رکاوٹوں کے باوجود حج پر تشریف لے جاتے اور دیکھنے اور سننے والے حیران رہ جاتے کیونکہ

ایں سعادت بزورِ باذنیست
تائے بخشندہ خدائے بخشندہ

تیسرا حج

آپ تیسری مرتبہ حج کی خواہش لیے کراچی پہنچے تو میں بھی آپ کے ہمراہ تھا اس دفعہ جناب ماموں سید محمد عبداللہ شاہ آزاد صاحب اور سید حیدر شاہ صاحب غالب بھی حج کیلئے جا رہے تھے۔ حاجیوں کو لے جانے والا آخری بحری جہاز بھی کراچی سے روانہ ہو گیا تو آپ کی پریشانی میں اضافہ ہو گیا کیونکہ اب ایک ہی ذریعہ تھا، ہوائی جہاز کا جس کے کرایہ کیلئے آپ کے پاس پیسے پورے نہ تھے کہ مجھ مسی سید طاہرین شاہ سے ایک ہزار روپے لیے اور ایک ایجنٹ کو دے دیے۔

بحری جہازوں کی کمپنی میں ایک آفیسر آپ کا مرید تھا آپ اس کے پاس تشریف

لے گئے اور اسے بتایا کہ میں نے ایک اجنبی ایجنٹ کو پیسے دے دیئے ہیں چونکہ بحری جہاز کے چلے جانے کے بعد جہاز کے بذریعہ جانے کا خیال ہے۔

آفسیر نے یہ بات سنی تو مجھ سے کہا کہ قبلہ حضرت باباجی تو اللہ اور رسول کی محبت میں بے خود ہیں اور یہ اللہ والے ہیں آپ نے انہیں ایسا کیوں کرنے دیا مگر جب ایجنٹ کا تعارفی کارڈ دیکھا تو کہنے لگا حضور یہ تو بہت شریف آدمی ہے فکر کی بات نہیں۔ کیونکہ وہ میرا دوست ہے۔ اس نے اسے فون کیا تو معلوم ہوا کہ اس نے ہوائی جہاز پر آپ کی سیٹ مخصوص کر والی ہے۔ اس طرح اگلے روز آپ کی فلائیٹ ۹ بجے روانہ ہوئی۔ یہ پرواز جدہ براستہ دہران تھی۔ جب آپ روانہ ہوئے تو آپ کے پاس صرف ۲۰۰ ڈالر تھے اس وقت کرنسی ساتھ لے جانی کی اجازت نہ تھی لہذا میں نے عرض کی کہ باباجی جب ایئر پورٹ پر اگر کوئی شخص پوچھے تو آپ جواب دیں کہ میرے پاس کوئی کرنسی نہیں۔ مگر جب امیگریشن والوں نے پوچھا تو آپ نے بتا دیا کہ میرے پاس دو سو ڈالر ہیں امیگریشن آفسیر نے کہا اس طرح کرنسی ساتھ لے جانا خلاف قانون ہے۔ ایسے شخص کو ہم جیل بھیج دیتے ہیں مگر آپ کوئی بزرگ نظر آتے ہیں۔ لہذا آپ یہ رقم اپنے ساتھ آنے والے کسی شخص کو دے دیں۔ آپ نے وہ رقم مجھے واپس کر دی تو اس طرح آپ کے پاس ایک پیسہ بھی جیب میں نہ رہا۔

رج سے واپسی پر آپ نے بتایا کہ جب میں دہران پہنچا تو امیگریشن والوں نے میرا پاسپورٹ روک لیا اور کہا کہ تمہارے پاسپورٹ پر موسم الجح کا ویزہ ہی نہیں ہے لہذا تمہیں یہاں ہی سے واپس کراچی جانا ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ سن کر میں بہت پریشان ہوا۔ اتنے میں اعلان ہوا کہ جدہ جانے والے مسافر فلاں جہاز پر سوار ہو جائیں تو میں نے اللہ اور رسول کا نام لیا اور قطار میں کھڑا ہو گیا۔ جہاز پر سوار ہونے سے پہلے سبکے پاسپورٹ اور ٹکٹ چیک کیے جا رہے تھے لیکن خدا کا کرنا کہ مجھ سے ان چیزوں کے بارے میں پوچھا ہی نہ گیا اور میں بغیر ٹکٹ اور پاسپورٹ کے جہاز میں سوار ہو گیا اور

جدہ پہنچ گیا۔ وہاں امیگریشن والوں نے پاسپورٹ اور ٹکٹ طلب کیا تو میں نے جواب دیا کہ وہ تو دہران ایرپورٹ پر امیگریشن والوں کے پاس رہ گئے ہیں۔ یہ سن کر امیگریشن والے حیرت سے ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ مجھ سے پوچھا تو میں نے جواب دیا کہ اللہ اور رسولؐ نے بلایا تو میں آگیا۔

ایک افسر بولا کہ تم غیر قانونی طور پر یہاں داخل ہوئے ہو لہذا تمہیں جیل بھیج دیا جائے گا۔ مختصر یہ کہ انہوں نے دہران ایرپورٹ پر فون کر کے پوچھا تو انہیں بتایا گیا کہ واقعی ان کا پاسپورٹ اور ٹکٹ یہاں رہ گیا ہے۔ تاہم بلانے والے نے تمام رکاوٹیں دور کر دیں اور دن بھر جدہ رہا دہران سے پاسپورٹ اور ٹکٹ آیا تو مجھے مکہ شریف جانے کی اجازت مل گئی۔ جدہ ایرپورٹ پر جناب سید محمد عبد اللہ شاہ صاحب آزاد صاحب آئے ہوئے تھے۔

جدہ سے مکہ المکرمہ روانگی

جدہ سے ماموں آزاو صاحب باباجی صاحب کو ساتھ لیکر مکہ شریف پہنچے عمرہ کیا اور پھر آٹھ دن تک ماموں صاحب کو نہ مل سکے جب ملے تو ماموں صاحب کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ آپ کہاں غائب ہو گئے تھے۔ باباجی نے جواب دیا کہ میں حرم شریف میں ہی رہا کیونکہ میرے پاس پیسے نہیں تھے اور میں آپ کو تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا آج ایک عربی نے پوچھا کہ آپ آٹھ دن سے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور باہر نہیں گئے کیا وجہ ہے تو میں نے اسے بتایا کہ میرے پاس کوئی پیسہ نہیں کہ باہر جا کر کھانا کھاؤں لہذا خدا کے گھر میں ہی بیٹھا ہوا ہوں۔ یہ سنکر اس عربی نے مجھے ۲۰۰ ریال دیے اور میں آپ کے پاس چلا آیا۔

ماموں آزاو صاحب نے کہا کہ حاجی صاحب آپ نے تو کمال کر دیا اللہ کے فضل سے میرے پاس پیسے تھے میں نے آپ کی بھرپور تلاش کی ہر جگہ ڈھونڈا آپ کو حطیم

میں اور مسجد الحرام میں تلاش کیا اور آپ کے معلم ہاشم کتبی سے بھی رابطہ کیا مگر آپ نہیں مل سکے۔

آپ نے حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر روضہ رسول پر حاضری دی اور پھر واپس وطن تشریف لے آئے اس طرح آپ کا حجاز مقدس کا تیسرا سفر بخیر و خوبی انجام کو پہنچا۔

آپ کی کرامات

حضرت قبلہ باباجی شریعت کے سخت پابند تھے اور حضور علیہ السلام کی اس حدیث پر مکمل طور پر کاربند تھے۔ حدیث مبارکہ یہ ہے۔ "آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم کسی برائی کو دیکھو تو اسے ہاتھ سے روکو، یہ اول درجہ کا ایمان ہے اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکو یہ ایمان کا دوسرا درجہ ہے اور یہ ہمت بھی نہ ہو تو اسے دل سے برا جانو یہ اضعاف الایمان کا درجہ ہے۔ آپ ہمیشہ اول درجہ پر ہی فائز رہے اور حدود کے خلاف کوئی بھی بات دیکھتے تو برداشت نہ کر سکتے تھے۔ باباجی صاحب نے اپنی زبانی ایک واقعہ بیان فرمایا۔

آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں لاہ شریف راجوری مقبوضہ کشمیر سے کالوچک پہنچا وہاں سے ختم شریف پڑھنے کے لیے قریب کے ایک گاؤں شیخ پور گیا ہوا تھا وہاں سے واپسی پر رستے میں ایک لڑکی کو دیکھا جو سر پر روٹی اٹھائے جا رہی تھی۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ آپ نے پوچھا کہ تم نے سر پر کیا اٹھایا ہوا ہے۔ اس نے جواب دیا اپنے ابا کے لیے کھانا لے جا رہی ہوں۔ وہ کھیت میں پہنچی اور اپنے والد راجہ فیروز خان کو کھانا دیا اور وہ بیٹھ کر کھانے میں مصروف تھا اتنے میں میرا وہاں سے گزر ہوا۔ آپ سخت جلال میں آگئے اور کہا کہ تم روزہ کھا رہے ہو۔ اللہ کی قسم کہ وہ حدود کو توڑ رہا ہے فیروز خان نے گستاخانہ جواب دیا تو میں نے اس کے سر پر کھونڈا مارا اور کئی دھڑکیے جس سے اس کا سر کھل گیا اور اس کا بازو ٹوٹ گیا۔ ادھر ادھر سے شور مچا کر لوگ وہاں جمع ہو گئے۔ ایک شخص نے کہا کہ شاہ صاحب آپ یہاں سے بھاگ جائیں ورنہ گاؤں

کے لوگ آپ کو مار دیں گے تو میں نے جواب دیا کہ میں بھاگنے والا نہیں ہوں۔ بڑے آرام سے بلا خوف و خطر کالوچک پہنچ کر سارا معاملہ حافظ امام دین صاحب کو بتایا۔ انہوں نے میرے استاد قطب الدین صاحب کو یہ بات بتادی انہوں نے مجھے ڈانٹتے ہوئے کہا کہ وہ آدمی تو مر گیا ہوگا۔ آپ اپنے استاد کا بے حد احترام کرتے تھے اس لیے خاموش ہو گئے اطلاع ملنے پر پولیس کالوچک آگئی۔ پولیس والوں میں ایک تھانیدار مسلمان تھا باقی سب غیر مسلم تھے۔ پولیس والوں نے گاؤں والوں کو کہا کہ ہمارے لیے چائے بنا کر لاؤ لیکن گاؤں والوں نے کہا کہ ہم ایسا ہرگز نہیں کر سکتے۔ اس لیے کہ کھونڈے والے شاہ صاحب یہاں آئے ہوئے ہیں اور وہ روزہ خوروں کو سخت مارتے ہیں یہی تو تینازعہ ہے کہ رمضان شرف میں کوئی شخص اعلانیہ کھاپی نہیں سکتا تھا۔

تھانیدار آپ کے پاس مسجد میں گیا اور آپ سے ملا۔ آپ نے حسب عادت تھانیدار سے پوچھا کہ تم ۷ نماز ادا کی ہے یا نہیں تو اس نے جواب دیا۔ آپ نے اس سے کہا کہ پہلے وضو کر کے نماز ادا کر دو اور پھر کوئی بات کرنا۔ تھانیدار صاحب نے نماز کی ادائیگی کے بعد پوچھا کہ راجہ فیروز خان کو آپ نے مارا ہے تو جواب دیا کہ جی ہاں اللہ کے باغی کو میں نے ہی مارا ہے۔ تھانیدار نے پوچھا کہ ڈنڈا زور سے مارا تھا یا آہستہ تو آپ نے جواب دیا کہ اس کا جواب تو تمہیں ہی صورت میں دے سکتا ہوں کہ تم میرے سامنے روزہ کھاؤ تو پھر خود معلوم ہو جائے گا کہ آہستہ ڈنڈا مارا تھا یا زور سے آپ کی سچائی اور بیباکی کا تھانیدار پر اس قدر اثر ہوا کہ پولیس کوئی کارروائی کیے بغیر چلی گئی۔

راجہ فیروز خان کا انتقام لینے کا فیصلہ

راجہ فیروز خان ایک ماہ تک ہسپتال میں زیر علاج رہا جب صحت مند ہوا تو اس نے گاؤں کے چند افراد سے مل کر بدلہ لینے کا فیصلہ کیا لہذا بابا صاحب کی عادت شریفہ تھی کہ وہ رات کو مسجد ہی میں رہا کرتے تھے۔ ایک رات راجہ فیروز خان اپنے ساتھیوں سمیت ڈنڈوں اور کھانڈیوں سے لیس ہو کر مسجد میں داخل ہوئے تو اس

وقت بابا جی نوافل پڑھنے میں مصروف تھے۔ انہوں نے آپ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو آپ نے بلند آواز سے اللہ اکبر کہا جب آپ رکوع میں جا رہے تھے۔ تو آپ کی اس آواز سے حملہ آوروں پر دہشت طاری ہو گئی اور اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے بغیر واپس لوٹ گئے اس کے بعد بھی راجہ فیروز خان نے متعدد بار آپ کو مارنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا اور آپ کے حالات سے اس قدر متاثر ہوا اور اپنے ناپاک ارادہ کو ترک کر کے آپ کے وسعت حق پرست بعیت حاصل کر لی۔ صوم و صلوٰۃ کا پابند بن گیا داڑھی رکھ لی تہجد گزار بن گیا۔ وہ جب بلند آواز سے کلمہ طیبہ کا ذکر کرتا تو سننے والے چلتے ہوئے رک جاتے اور سرور میں جھومنے لگتے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

میری دوبئی روانگی

تلاش معاش کے سلسلہ میں ۱۸ اگست ۱۹۷۵ء کو دوبئی روانہ ہوا تو رخصت کے وقت قبلہ بابا صاحب نے احرام کی دو چادریں خرید کر دیں اور فرمایا کہ تم اس سال حج بیت اللہ کا شرف حاصل کرو گے یہ سن کر میں پریشان ہو گیا کیونکہ حج ۳۰ نومبر کو ہونا تھا اور میرے حالات سازگار نہ تھے۔ ۹۰۰۰ روپے سے زائد کا قرض لیکر دوبئی جا رہا تھا گھر کی ضروریات اس کے علاوہ تھیں۔ دو ماہ میں کیا ہو سکتا تھا میں خاموش اور حیران سا ہو کر روانہ ہو گیا۔

یکم ستمبر ۱۹۷۵ء کو رمضان شریف کی پہلی تاریخ آرہی تھی تو رمضان شروع ہونے سے دو روز قبل عزیزم شاہ جنید صاحب ولد حاجی محمد اعظم شاہ صاحب مجھے شارحہ سے آگے زید کے قریب ایک کمپنی میں لے گیا تاکہ رمضان میں وہاں نماز ترویج پڑھاؤں۔ وہاں پہنچ کر کھائی کو ٹلی جھلم کے ایک شخص سے ملاقات ہوئی۔ اس نے بتایا

کہ یہ گوروں کی کمپنی ہے۔ پچھلے سال اس میں ایک سو مسلمان تھے اب صرف پچاس مسلمان رہ گئے ہیں اتنے تھوڑے سے لوگ آپ کی کیا خدمت کر سکیں گے۔ میں نے کہا کہ میرے لیے بھی کافی ہے کہ میں یہ نریشہ ادا کرواؤں۔

میں نے اللہ کے بھروسہ پر لوگوں کو نمازیں پڑھانا شروع کر دیں اور رمضان کے دن گزرتے چلے گئے۔ آخر ۲۷ رمضان المبارک کو لوگوں نے ۳۹۰۰ درہم جمع کر کے دیے۔ ۲۰ رمضان کو کمپنی نے تمام مزدوروں کو اجرت ادا کر دی کیونکہ اگلے روز عید تھی۔ اس طرح ان لوگوں نے مجھے مزید ۲۱۰۰ درہم جمع کر کے دیے۔ اللہ کے بندوں کی فداہی سے نکلی ہوئی بات پوری ہو کر رہتی ہے۔ کیونکہ

گفتہ او گفتن اللہ بود
مگر ہم از خلقم عبد اللہ بود

راقم کی حج بیت اللہ پر روانگی

عید الفطر سے فارغ ہو کر میں دبی سے ابو ظہبی پہنچا اور سعودیہ کے سفارت خانے گیا اور موسم الحج کا ویزا حاصل کیا۔ رات غلام احمد شاہ صاحب عرف حاجی پیدل کے پاس گواہی اور صبح کو واپس دبی آگیا۔ یہاں پر عزیز حاجی ریاض حسین افتخار، حاجی محمد حبیب اللہ شاہ، حاجی احمد شاہ پردیسی اور غلام احمد شاہ عرف جماعت اسلامی سے ملاقات ہوئی۔

۱۲ نومبر ۱۹۷۵ء کو ہوائی جہاز کا ٹکٹ حاصل کیا اور سیٹ او۔ کے کرائی رہائش گاہ پر پہنچا تو قبلہ بابا صاحب کا مکتوب کرائی کو منتظر پایا۔ خط خاصا طویل تھا جس میں تحریر تھا کہ میں کراچی جا رہا ہوں اگر بلاوا آگیا تو پھر حجاز مقدس میں ملاقات ہوگی۔ نیز یہ کہ بھر موج سے حاجی محمد اعظم شاہ صاحب، نور پور سیداں سوہاؤہ سے قبلہ حاجی محمد عبد اللہ شاہ صاحب آزاد، اور تروال سے حاجی ممتاز محی الدین صاحب حج کے لیے آرہے

ہیں۔ ان حضرات سے ملاقات کی کوشش کرنا اور ساتھ ہی مجھے حج بیت اللہ کی مبارک لکھی ہوئی تھی۔

۵ ذی الحج کو میں مکہ المکرمہ پہنچا تو جناب ماموں سید محمد عبد اللہ شاہ صاحب آزاد سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ حاجی صاحب بھی آگئے ہیں۔ ان سے ایک مرتبہ ملاقات ہوئی تھی۔ پھر تلاش بسیار کے باوجود نہیں مل سکے۔ میں معلم ہاشم کتبی کے ہاں گیا تو وہاں بابا صاحب کا ایک بیگ پڑا ہوا دیکھا تو پہچان لیا۔

۸ ذی الحج کو مکہ سے منی روانہ ہوا۔ منی میں پہنچ کر ہم نے خیموں کے اندر ہی نماز ادا کی۔ میں نے امامت کے فرائض انجام دیے۔ تھکاوٹ کی وجہ سے لیٹا تو آنکھ لگ گئی۔ خواب میں بابا صاحب کی زیارت ہوئی تو فرمانے لگے حج کیلئے آیا ہے یا سونے کیلئے خط میں آپ نے مجھے مکہ سے منی اور منی سے عرفات تک پیدل جانے کی تاکید کی تھی کیونکہ یہاں ہر قدم پر خزاںوں نیکیاں ملتی ہیں۔ خواب میں آپ نے غصے سے خط کے بارے میں پوچھا تو میری آنکھ کھل گئی۔ میں فوراً اٹھا وضو کیا اور مسجد خیف کی طرف چل پڑا۔

قبلہ بابا حاجی صاحب سے ملاقات

جو نہی میں مسجد خیف میں داخل ہوا تو قبلہ بابا صاحب پر نگاہ پڑی اس وقت آپ کے گرد چھوٹے چھوٹے بچے تھے اور آپ درمیان میں بیٹھے قرآن پاک کی تلاوت کر رہے تھے۔ آپ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے خط کے بارے میں پوچھا تو میں نے عرض کیا کہ آپ کا خط ملا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ بس پر سفر کرنے آیا ہے یا حج کرنے۔ میں وہاں سے فوراً اٹھا اپنے خیمے میں پہنچا سامان اٹھایا اور بابا صاحب کے پاس آگیا۔

رات منی میں گزاری اور ۹ ذی الحج کی صبح کی نماز بھی وہاں ہی ادا کی۔ سورج طلوع ہونے پر عرفات کی جانب چل پڑے بابا صاحب کے پاس ایک کین اور لوٹا پانی کا بھرا ہوا تھا وہ بھی ساتھ اٹھالیا۔ میں نے عرض کیا کہ عرفات تک ہر جگہ نل لگے ہوئے

ہیں پھر یہ وزن اٹھانے کی کیا ضرورت ہے آپ نے فرمایا فکر نہ کرو یہ بوجھ میں خود اٹھا لوں گا۔ لوٹا اور کین میں نے اٹھالینے اور عرفات پہنچ گئے۔ وہاں ظہر اور عصر کی دونوں نمازیں مسجد نمرہ میں باجماعت ادا کیں سورج غروب ہونے پر وہاں سے چل پڑے۔ مشعر الحرام مزدلفہ آئے رات وہاں قیام کیا اور صبح ۱۰ ذوی الحج کو منی روانہ ہو گئے وہاں جمرہ عقبیٰ کو کنکریاں ماریں اور قربان گاہ کی طرف چل پڑے۔ وہاں سے چچا محمد اعظم شاہ صاحب سے ملاقات کی اور ہم قربان گاہ کی طرف چل پڑے۔ قربانی کی اور دیگر مناسک پورے کیے۔ اس طرح خدائے بزرگ و برتر نے پہلی مرتبہ صبح کی سعادت سے نوازا یہ قبلہ بابا صاحب کی بہت بڑی کرامت تھی۔ یہ سب ان کی نگاہ کرم کرم کا نتیجہ تھا ورنہ میں اس کرم کے کہاں تھا قابل۔

ایک دفعہ حاجی حیدر شاہ صاحب غالب نے بابا صاحب سے کہا کہ آپ بہت رنج کر چکے ہیں۔ اس مرتبہ اپنے بیٹے سید طاہرین شاہ صاحب کو حج کروائیں یا ان کے لیے دعا کریں تو جو اب آپ نے فرمایا کہ اللہ کے فضل و کرم سے یہ ایک حج نہیں کئی بار زیارت بیت اللہ سے مشرف ہو گا۔ خدائے بزرگ و برتر نے ان کی یہ دعا قبول فرمائی کہ میں اب تک چار مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کر چکا ہوں۔

اسی سال میں بابا صاحب کے ہمراہ مدینہ منورہ پہنچا۔ آٹھ دن دیار حبیب میں قیام کرنا تھا اس کے بعد واپس جدہ روانہ ہونا تھا۔ بس کا کرایہ معلم کو ادا کر دیا گیا تھا۔ معلم نے واپسی کا دن بتایا اور کہا کہ اس روز ٹھیک ۹ بجے جہاں بسیں کھڑی ہیں وہاں پہنچ جانا اگر دیر کی تو تمہاری سواری کے ہم ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

گنبد خضرا کے سائے تلے آٹھ دن گزارنے کے بعد دربار رسالت میں حاضر ہو کر ہدیہ سلام پیش کیا اور اجازت حاصل کر کے جماعت منزل پہنچا جہاں بابا صاحب کے ایک مرید احمد بخش کے پاس ہمارا سامان رکھا ہوا تھا۔ یہ دو منزلہ عمارت تھی۔ جسے حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب نے مسجد نبوی میں جھاڑو دینے والے خادمین کیلئے

تعمیر کروائی تھی۔ بابا صاحب کے حکم کے مطابق سیدہ جماعت منزل پہنچا۔ احمد بخش پیاز کاٹ رہا تھا اور پاس ہی ایک مرغی پکانے کیلئے رکھی ہوئی تھی۔ بس نے اس سے بابا صاحب کے متعلق پوچھا تو اس نے حیرت زدہ ہو کر میری طرف دیکھا اور مجھ سے دریافت کیا کہ تو ان کا کیا لگتا ہے۔ میں نے بتایا کہ میں ان کا فرزند اکبر ہوں وہ کہنے لگا کہ تو ان کا بیٹا ہو کر ان کی عادات سے واقف نہیں وہ تو اپنی مرضی کی مالک ہیں جب چاہیں گے تشریف لے آئیں گے مجھے آج چھٹی ہے اور میں ان کیلئے کھانا تیار کر رہا ہوں

میں بہت پریشان تھا کہ اگر نو بجے بسوں کے اڈہ پر نہ پہنچ سکے تو قافلہ روانہ ہو جائے گا اور ہمارے لیے اپنے طور پر سفر کرنا مشکل ہوگا۔ جب بابا صاحب تشریف لائے تو بارہ بج چکے تھے آپ نے مرید سے کہا کہ جلدی سے کھانا لاؤ۔ میں نے عرض کیا کہ آپ نے تو بہت دیر کر دی تو آپ نے جواب دیا کہ میں کیا کر سکتا تھا دربار رسالت سے اجازت ہی اب بلی ہے۔ تم فکر نہ کرو بس ہمیں چھوڑ کر نہیں جاسکتی۔ کھانا کھانے کے بعد بس سٹینڈ پر پہنچے تو ایک بج رہا تھا مگر میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ بسیں ابھی تک وہاں ہی کھڑی تھیں۔ میں اپنی بس میں سوار ہوا اور بابا صاحب اپنی بس میں۔ بابا صاحب کی بس ایک گھنٹہ تاخیر سے چلی لہذا میں پہلے جدہ پہنچا اور بابا صاحب بعد میں آئے۔ جناب قبلہ ماموں محمد عبداللہ شاہ صاحب آزاد بھی جدہ پہنچ گئے۔ میں نے وہی جانا تھا۔ میرا ٹکٹ اوکے تھا۔ چنانچہ میں رات ۹ بجے دعا کر کر ان سے الوداع ہو گیا۔

۱۹۶۹ء کو آپ کی حج پر روانگی کا انوکھا واقعہ

سید غلام احمد شاہ ولد حاجی سید عباس علی شاہ ہیڈ ماسٹر جو میرے ماموں زاد ہیں بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے والد محترم چچا حاجی سید محمد یعقوب شاہ صاحب۔ چچا سید امیر حمید صاحب فرزند حضرت حاجی بابا صاحب اور چچی صاحب زوجہ حاجی سید محمد یعقوب

شاہ صاحب کے ہمراہ کراچی آیا ہوا تھا اور قبلہ بابا صاحب بھی پہلے سے مسجد نور کیمٹری میں جلوہ افروز تھے۔ ایک دن قبلہ حضرت صاحب مجھے ساتھ لیکر سٹیٹ بینک کے گورنر سے ملنے تشریف لے گئے۔ ملاقات کے بعد آپ نے حج پر جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو سٹیٹ بینک کے گورنر نے آپ کا پاسپورٹ لیکر اس پر مہر لگا دی کہ موسم الحج میں آپ حج کیلئے حجاز مقدس نہیں جاسکتے۔ یہ سن کر آپ بہت زیادہ افسردہ ہو گئے۔ آپ کا نورانی چہرہ تہمتا اٹھا۔ واپس مسجد نور آ گئے۔ رات بھر قصیدہ غوثیہ پڑھتے رہے۔ صبح ہوئی تو فرمانے لگے اٹھو مسلم کمرشل بینک چلیں۔ الغرض جب ہم اپنا کام مکمل کرا کے واپس لوٹ رہے تھے کہ سٹیٹ بینک کے سڑک پر ایک آدمی ہانپتا کانپتا ہمارے سامنے آکر رکا اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا۔ کھونڈے والے بابا صاحب خدا کیلئے سٹیٹ بینک تشریف لے چلیں ہم کل سے آپ کو تلاش کر رہے ہیں۔ گورنر صاحب آپ کو یاد کر رہے ہیں وہ بہت پریشان ہیں۔ ہم فوراً وہاں پہنچے گورنر صاحب نیچے جھکے اور بابا صاحب قبلہ سے معافی مانگنے لگے۔ بابا صاحب نے فرمایا کیا بات ہے تو گورنر صاحب نے روتے ہوئے عرض کیا کہ آپ کے صدقے مجھ گنہگار کو سردار دو جہاں کی زیارت نصیب ہوئی ہے اور حکم دیا ہے کہ پیر سید محمد شاہ کو مت روکو اسے فوراً اجازت دو۔ الغرض بابا صاحب کی یہ کرامت ایک انوکھا واقعہ ہے۔ گورنر صاحب نے آپ کے ٹکٹ، ویزا سب کام خود مکمل کر کے الوداع کیا اور جاتے وقت واپسی پر ملاقات کیلئے عرض کیا۔ ہم خوشی خوشی مسجد نور پہنچے۔ حاجی صاحب کا چہرہ اس وقت نور بکھیر رہا تھا۔ سب نے آپ کو مبارک باد دی میرے والد صاحب اور چچا امیر حیدر شاہ صاحب رونے لگے کہ آپ نے تو اپنا کام کرا لیا اور ہم نہیں جاسکیں گے۔ مگر آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ خدا کے فضل سے دو دن بعد تم بھی چلے آؤ گے جو ناممکن تھا لیکن آپ کی زبان سے نکلی ہوئی بات پوری ہوئی اور والد صاحب چچا محمد یعقوب شاہ صاحب، چچا امیر حیدر شاہ صاحب والد صاحب اور چچی صاحب دوسرے ہی دن مکہ کیلئے روانہ ہو گئے۔

۱۹۷۱ء میں بابا صاحب کی کرامت کا ایک عجیب واقعہ

بابا صاحب قبلہ حج کی تیاری کر رہے تھے۔ آپ اپنے ایک مرید آفسیر سے ملنے راولپنڈی پکھری گئے۔ واپسی پر سڑک کے کنارے کھڑے گاڑی کا انتظار کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر میں سبز رنگ کی ایک کار آپ کے قریب آکر رکی۔ ڈرائیور نے پوچھا بابا جی آپ نے کہاں جانا ہے۔ آپ نے جواب دیا گجرات جانا ہے۔ وہ بولا آئیے میں آپ کو فیض آباد تک لیے چلتا ہوں۔ وہاں سے آپ کو آسانی سے بس مل جائے گی۔ چنانچہ آپ کار میں بیٹھ گئے اور اپنے وظائف پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔ فیض آباد پہنچ کر ڈرائیور نے کار سے آپ کو اتار دیا۔ وہاں سے آپ بس پر سوار ہوئے۔ کنڈیکٹر نے کرایہ طلب کیا۔ آپ نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا تو حیران رہ گئے۔ جیب کار والا خالی کر گیا تھا۔ اتفاق سے آپ کی دوسری جیب میں سے لتنے پیسے نکل آئے کہ آپ نے سرائے عالمگیر تک کا کرایہ ادا کیا۔ اپنے گاؤں نروال تشریف پہنچ کر اپنے بڑے لڑکے سید طاسین شاہ کو تمام واقعہ سنایا اور فرمایا کہ میری جیب میں میرا پاسپورٹ، شناختی کارڈ اور دو سو امریکی ڈالر اور کچھ پاکستانی روپے تھے۔ کار والا نکال کر لے گیا ہے۔ اس وقت کالوچک شریف سے آئے ہوئے چوہدری سلطان احمد صاحب بھی وہاں موجود تھے۔ تو اس نے قسم کھا کر کہا کہ جس نے بھی بابا صاحب کی جیب سے پیسے چرائے ہیں۔ وہ اس وقت تک مصیبت میں پھنس چکا ہے اور پولیس نے اسے یقیناً گرفتار کر لیا ہوگا۔

اس سے قبل آپ کے صاحبزادہ عبدالعزیز شاہ کی جیب سے بھی تین ہزار روپے نکال لیے تھے۔ وہ بھی اسی طریقہ سے کہاں کو گجرات سے کوئٹہ تک کار میں بٹھا کر لایا اور ان کی جیب سے رقم نکال لی تھی۔ بابا صاحب نے فرمایا کہ لگتا ہے کہ یہ وہی کار والا چور تھا۔ یہ سن کر چوہدری سلطان نے پھر قسم کھا کر کہا کہ چور پکڑا جائے گا اور حاجی عبدالعزیز صاحب کے پیسے بھی برآمد ہو جائیں گے۔

کار والے جیب کترے گرفتار ہو گئے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اس واقعہ کے تیسرے روز راولپنڈی تھانہ سے باباجی کے نام ایک ٹیلیگرام آیا کہ اگر اپنا پاسپورٹ، شناختی کارڈ اور پیسے لے جائیں۔ جب آپ تھانے میں پہنچے تو وہاں آپ کی ملاقات ایک مرید سے ہوگی جو فوج میں کرنل تھے انہوں نے کہا باباجی ڈاکوؤں کو معاف نہیں کرنا تھانیدار نے تمام قیدی اور تمام چوروں کو ایک قطار میں کھڑا کیا اور آپ سے کہا کہ آپ اپنے چور کو شناخت کریں تو آپ نے ڈرائیور کو فوراً پہچان لیا اور فرمایا کہ اس کے دو ساتھیوں کو میں نہیں پہچان سکا۔ پھر تھانیدار نے آپ سے پوچھا کہ آپ اس کے خلاف مقدمہ دائر کریں گے۔ تو آپ نے ڈرائیور کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آئندہ یہ کام ہرگز نہ کرنا، صدق دل سے سچی توبہ کر لے۔ تو اس نے کہا کہ میں توبہ کرتا ہوں اور صدق دل سے توبہ کرتا ہوں اور اقرار کرتے ہوئے بتایا کہ کوئلہ سے آپ کے صاحبزادے عبدالعزیز شاہ کی جیب سے بھی پیسے میں نے نکالے تھے اور وعدہ کیا کہ وہ رقم بھی ان تک پہنچا دوں گا۔ آپ نے اسے معاف کر دیا۔ وعدہ کے مطابق اسی نے صاحبزادہ شاہ عبدالعزیز کی رقم بھی واپس کر دی۔

غار حرا میں حاضری اور تصویر بنانے کی خواہش

۱۹۷۵ء کا واقعہ ہے کہ حج بیت اللہ کے دوران ہم دونوں باپ بیٹا اکٹھے ہو گئے اور غار حرا میں جا پہنچے بابا صاحب کے فرمان کے مطابق یہ سفر پیدل چل کر طے کیا۔ وہاں فوٹو گرافر موجود ہوتے ہیں۔ میری دلی خواہش تھی کہ والد محترم کے ساتھ تصویر اتروالوں۔ آپ تصویر بنانے کے سخت خلاف تھے مگر میری درخواست پر آپ خاموش گئے فوٹو گرافر نے تصویر اتاری مگر بابا صاحب کی تصویر نہ آئی۔ میں نے دوبارہ فوٹو گرافر سے تصویر اتارنے کو کہا تو اس نے پھر تصویر اتاری مگر قبلہ بابا صاحب کی تصویر دوسری بار بھی نہ آ سکی تو آپ نے فرمایا کہ اب بھی فوٹو بنوانے سے باز نہیں آؤ گے۔

میاں خادم حسین کا بیان

میاں خادم حسین صاحب امام مسجد چاڑ شریف تحصیل کھاریاں نے بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ۱۹۸۵ء میں قبلہ بابا صاحب کا ایک مرید محمد اعظم فوت ہو گیا تو نماز جنازہ پڑھانے کیلئے چاڑ تشریف لائے تو محمد اعظم مرحوم کے بڑے بھائی نے عرض کی کہ قبر پر قرآن خوانی کیلئے حفاظ کا لوحک شریف بھیج دیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہاں کوئی قرآن پڑھنے والا نہیں۔ آپ جلال میں آگئے اور فرمایا کہ میرے مرید کا گادوں ہو اور یہاں کوئی قرآن پڑھنے والا نہ ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ امام مسجد کہاں ہیں۔ میں آپ کے پیچھے کھڑا تھا میں نے عرض کیا کہ حضور میں آپ کے پاس حاضر ہوں مگر کیا کروں دل کا مریض ہوں۔ ایک جگہ بیٹھ کر تادیر تلاوت نہیں کر سکتا۔ مقدور بھر علاج کراچکا ہوں مگر ٹھیک نہیں ہو سکا۔ آج سے قبر پر بیٹھ کر قرآن خوانی کرتے رہو تو انشاء اللہ تمہیں دل کی تکلیف نہ ہوگی۔ میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اور قرآن کی تلاوت کرتا رہا۔ اس کے بعد آج تک مجھے کبھی دل کی تکلیف نہیں ہوئی خدا کے پیارے بندے کی زبان کا اثر کہ دل کا مریض ایک لفظ سے ہی صحت مند ہو گیا۔

نہ پوچھ ان فرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضے لیے پھرتے ہیں اپنی آستینوں میں

حافظ غلام نبی کی روایت

حافظ غلام نبی صاحب تیروچک نزد گلیانہ والے آپ کی ایک کرامت یوں بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بابا صاحب حج سے واپس تشریف لائے تو آپ سے ملاقات کیلئے تیروچک سے بہت سے لوگ آئے بابا صاحب کی برادری کے بہت سے آدمی بھی وہاں موجود تھے۔ راجہ نذیر صاحب لٹھوڑی والے نے عرض کیا کہ میں نے تمام سادات کیلئے کھانا تیار کروا رکھا ہے۔ اس لیے صرف سادات ہی میرے گھر لے چلیں مگر بابا

صاحب نے فرمایا کہ سادات کے ساتھ دوسرے تمام لوگ بھی راجہ صاحب کے گھر جا کر کھانا کھائیں سچتاچہ سب لوگ وہاں پہنچے راجہ صاحب حیران تھے کہ کھانا کس طرح پورا ہوگا۔ مگر بابا صاحب کی کرامت سے اس کھانے میں اتنی برکت ہوئی کہ سب کھا کر چلے گئے مگر کھانا پھر بھی بچا ہوا تھا۔

نور پور سیداں سوہاؤہ میں قوالی

نور پور سیداں سوہاؤہ میں قبلہ ماموں سید محمد عبداللہ شاہ صاحب آزاد کے صاحبزادے سید محمد علی شاہ کی شادی ہو رہی تھی اور جناب قبلہ بابا صاحب بھی نور پور سیداں میں آئے ہوئے تھے۔ ان کے علاوہ مختلف علاقوں سے معزم مہمان بڑی تعداد میں آئے ہوئے تھے۔ بابا صاحب مسجد میں تھے تو ایک شخص نے جو سیالکوٹ سے آیا ہوا تھا اس نے بابا صاحب سے کہا کہ باہر تو قوالی ہو رہی ہے اور آپ مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ نقشبندی سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے اور سماع، قوالی وغیرہ کے قائل نہ تھے جب اس نوجوان نے اصرار کیا کہ باباجی آقوالی سنیں تو آپ نے اسے قریب بلا کر پوچھا کہ کیا کہتے ہو تو اس نے عرض کیا حضور باہر مکان کے صحن میں قوالی ہو رہی ہے سب لوگ جمع ہیں تو آپ نے اس کو اپنا عصا دے مارا تو وہ گھبرا گیا اور بھاگ کر جان بچائی آپ غصے میں تھے۔ اٹھے اور قوالی والی جگہ تشریف لے گئے اور بڑے قوال کے سر پر ایک ڈنڈا رسید کیا تو وہ گر پڑا جب سب نے آپ کے جلال کو دیکھا تو ادھر ادھر بھاگ نکلے اور قوال بھاگ کر سڑک پر پہنچ گئے اور آپ واپس مسجد شریف میں چلے گئے۔

جب ماموں آزاد صاحب کو خبر دی گئی تو آپ آئے اور کہا کہ قوالوں کو لاؤ اور قوالی دوبارہ شروع کرو۔ قوال خوف کے مارے کانپ رہے تھے۔ ماموں صاحب نے تسلی دی اور کہا کہ اب میں تمہارے پاس بیٹھوں گا اور کھونڈے والے بابا صاحب تمہیں نہیں ماریں گے۔ قوالی دوبارہ شروع ہوئی تو بابا صاحب آواز سن کر باہر تشریف

لے آئے مگر ماموں صاحب کو وہاں دیکھ کر مزار مرشد پر گئے کچھ کہا اور سڑک پر چلے گئے
اتنے میں بس آئی تو آپ ناراض ہو کر وہاں سے چلے گئے۔

آپ ناراض ہو کر چلے گئے اور آندھی آگئی

آپ کے چلے جانے کے بعد قوالی تو ہوتی رہی مگر دیکھتے ہی دیکھتے صاف آسمان
سیاہ بادلوں میں چھپ گیا۔ بابا صاحب کی روانگی کو چند منٹ ہی گزرے ہوئے تھے کہ اس
زور کی آندھی چلنا شروع ہوئی کہ درخت جڑ سے اکھڑ گئے۔ قوالی کیلئے لگائے گئے
شامیانے اور قناتیں سب اکھڑ گئیں۔ چاروں طرف آسمان صاف تھا مگر نور پور سیداں
میں سخت آندھی اور طوفان اٹھ رہا تھا اور قوالی کا پروگرام دھراکا دھرا رہ گیا۔ سب نے
کہا کہ یہ بابا صاحب کی ناراضگی کا نتیجہ ہے۔

حضرت قبلہ بابا صاحب اور ماموں صاحب کے خواب

اسی رات حضرت قبلہ والد صاحب اور ماموں صاحب کو حضرت حاجی بابا سید
نوران شاہ خواب میں ملے۔ میں ان ہی دنوں دہلی سے واپس آیا ہوا تھا۔ اس واقعہ کے
تین دن بعد نور پور سیداں سو ہاؤس پہنچا اور قبلہ ماموں آزاد صاحب سے ملاقات ہوئی۔
مجھے دیکھ کر بے حد خوش ہوئے۔ فرمانے لگے اگر آج خدا سے جو کچھ مانگتا مل جاتا۔

پھر آپ نے قوالی کا واقعہ سنایا اور کہا کہ میرے لڑکوں نے حاجی صاحب کو
ناراض کر دیا ہے۔ آج رات حضرت بابا صاحب نے مجھے حکم دیا ہے کہ فوراً جاؤ اور حاجی
محمد شاہ صاحب کو راضی کرو۔ اچھا ہوا تم آگے ہو تمہیں ساتھ لیکر حاجی صاحب کی تلاش
کرنا ہے۔ ہم ابھی یہی باتیں کر رہی رہے تھے کہ سلمنے سڑک پر ایک بس آکر رکی تو
دیکھا کہ قبلہ بابا صاحب بس سے اتر رہے ہیں۔ ہم بھاگ کر ان کے پاس پہنچے۔ ملاقات
پر آپ نے بتایا کہ رات میرے پیر حضرت حاجی بابا نے خواب میں فرمایا کہ عبداللہ شاہ
تم سے ناراض ہے۔ اسے جا کر راضی کریں اس لیے میں آپ کے پاس آیا ہوں۔ یہ سن

کر قبلہ ماموں آزاد صاحب کی آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات شروع ہو گئی۔ پھر قبلہ والد صاحب کو گھر لے گئے اور قوالی والے روز کی آمد ہی کا ذکر کیا تو آپ مسکرا دیے۔

آپ کی دعا سے اللہ نے بیٹا عطا کر دیا

ایک مرتبہ قبلہ بابا صاحب فضل الہی سیٹھ کے گھر ٹٹھوڑی تشریف لے گئے سیٹھ صاحب اب کوئلہ منڈی میں رہائش پذیر ہیں۔ فضل الہی کی عمر اس وقت تقریباً پچاس سال تھی اور بیوی بھی اتنی عمر کی تھی۔ فضل الہی نے بابا صاحب سے عرض کیا کہ مجھ پر اللہ کا بڑا کرم ہے۔ کافی جائیداد ہے مگر اولاد کی دولت سے محروم ہوں۔ آپ دعا فرمائیں اللہ ہمیں ایک بیٹا عطا کر دے جو ہماری دولت کا وارث ہو۔ آپ نے دعائی فرمائی اور ساتھ ہی پیش گوئی کرتے ہوئے فرمایا کہ انشاء اللہ آئندہ سال تمہیں اللہ تعالیٰ بیٹا عطا کرے گا چنانچہ آپ کی بات پوری ہوئی اور فضل الہی پر اللہ کا فضل ہو گیا اور انہیں خدا نے بیٹا عطا کر دیا جس کا نام محمد اکرم رکھا جو آج بھی کوئلہ منڈی میں رہائش پذیر ہے جبکہ فضل الہی صاحب کا انتقال ہو گیا ہے

دولت مند بننے اور حوریں حاصل کرنے کی خواہش سید نور محمد شاہ ولد سید حسین شاہ اور صادق حسین شاہ ولد سید لطیف شاہ صاحب دونوں ہی دل چسپ انسان ہیں۔ بلکہ اپنی مثال آپ ہیں۔ خیالی دنیا کے بے تاج بادشاہ ہیں۔ کسی نے ان دونوں کو بتایا کہ اگر تم ربوہ جاؤ اور وہاں مرزائیوں کا دین قبول کر لو تو تمہیں نہ صرف دولت مند بنادیا جائے گا بلکہ ایک ایک حور بھی ملے گی کہتے ہیں کہ ہم نے سوچا کہ دل سے مرزائیت قبول نہیں کر سکتے تاہم دولت اور حور کے حصول کے لئے بظاہر مرزائی بن جائیں گے سہ چنانچہ دونوں ربوہ پہنچے اور مرزا غلام احمد کے لڑکے سے ملاقات کی خواہش لئے ایک گلی میں داخل ہوئے اچانک صادق حسین شاہ نے نور محمد شاہ سے کہا کہ دیکھو گلی کے سرے پر کون کھڑا ہے۔ اس نے دیکھا تو قبلہ بابا صاحب ہاتھ میں ڈنڈا لئے راستہ روکے کھڑے ہیں

دونوں گھبرا گئے اور بھاگ کر دوسری گلی میں چلے گئے تو وہاں بھی ان کو دیکھ کر ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ انہوں نے دیکھتے ہی ہمیں زوردار آواز دی اور پکار کر کہا ٹھہرو۔ ہم ڈر کر بھاگ کھڑے ہوئے اور ربوہ سے نکل کر دم لیا۔ ہم دونوں حیران تھے کہ قبلہ بابا صاحب یہاں کیسے پہنچ گئے ہیں اور ہماری آمد کا انہیں کس طرح علم ہو گیا ہے

جب ہم گھر پہنچے اور گھر والوں کو قسمیں کھا کھا کر سارا واقعہ سنایا تو انہوں نے بتایا کہ وہ توجہ کرنے حجاز مقدس گئے ہوئے ہیں۔

چند دن بعد مدینہ منورہ سے آپ نے اپنے فرزند سید طالبین شاہ کو خط لکھا تو ہمیں یقین ہو گیا کہ اللہ نے اپنے ولی کو اتنی طاقت عطا کی ہے کہ سیکڑوں بلکہ ہزاروں میل دور سے وہ اپنے عقیدت مندوں اور عزیزوں کو گمراہی سے محفوظ رکھ سکتے ہیں کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

اولیاء را هست قدرت از الہ - تیر جستہ باز گردانند ذراہ

الحاج سید حیدر شاہ صاحب غالب کا کہنا ہے کہ ایک مرتبہ حاجی صاحب میرے گھر نور پور سیداں سوہا وہ تشریف لائے۔ رات کا کھانا کھانے کے بعد میں نے عرض کیا کہ جناب صاحب کہتے ہیں کہ میں نے بستر لگا دیا۔ تھوڑی دیر گزری حاجی صاحب فرمانے لگے کہ بستر اٹھالیں میں مسجد میں ہی جاؤں گا چنانچہ میں بھی ان کے ہمراہ چل پڑا جب ہم مسجد میں پہنچے تو دیکھا کہ دو آدمی مسجد میں سوئے ہوئے تھے۔ حاجی صاحب نے انہیں جگایا اور کہا اٹھو تمہارے سرہانے سانپ بیٹھا ہوا ہے۔ وہ لوگ جلدی سے اٹھے دیکھا تو واقعی ایک سانپ بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے اپنے کھونڈے کے ایک ہی وار میں سانپ کا کام تمام کر دیا۔ اب میں سمجھا کہ جناب حاجی صاحب منجد میں کیوں تشریف لائے تھے آپ کو اپنے کشف کے ذریعے معلوم ہو گیا تھا کہ سانپ ان دونوں آدمیوں کے سرہانے

نقصان پہنچانے کے لئے بیٹھا ہوا ہے۔

حضرت صاحب بابا کی کرامات کا سلسلہ جاری ہے سید غلام مصطفیٰ شاہ جی ولد سید رحیم شاہ نے باباجی صاحب کی ایک کرامت بیان کرتے ہوئے بتایا کہ میں چرکنڈی جا رہا تھا چھتر پہنچا تو قبلہ باباجی صاحب سے ملاقات ہو گئی وہاں سے چرکنڈی جانے کے لئے ایک بس میں سوار ہو گئے۔ وہاں سے چل کر ایک جگہ بس رکی۔ باباجی جلدی کریں ہم زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتے آپ کی نماز تو بہت لمبی ہو گئی ہے آپ نے جواب دیا میں نوافل سے فارغ ہو کر آتا ہوں مگر ڈرائیور نے گاڑی سٹارٹ کی اور چل پڑا مگر خدا کی قدرت دیکھئے اچانک گاڑی کا ٹائر پھٹ گیا۔ ٹائر بدلی کیا گیا مگر اس وقت حضرت صاحب نماز سے فارغ نہیں ہوئے تھے۔ ٹائر بدل کر ڈرائیور نے بڑی تیزی سے بس سٹارٹ کرنا چاہی مگر بس نے چلنے سے گویا انکار کر دیا ہو۔ سٹارٹ نہ ہو سکی گاڑی کا انجن چمک کیا تو ٹھیک ٹھاک مگر باوجود اس کے گاڑی سٹارٹ نہ ہوئی ڈرائیور اسی تگ و دو میں تھا کہ باباجی صاحب نماز سے فارغ ہو کر آگئے۔ آپ بس پر سوار ہوئے اور ڈرائیور سے کہا کہ اب گاڑی چلاؤ۔ ڈرائیور نے گاڑی سٹارٹ کی تو فوراً چل پڑی ڈرائیور اور کنڈیکٹر بابا صاحب سے معافی مانگنے لگے اور کرایہ بھی واپس کر دیا جب ہم سہو تر پہنچے تو وہاں ایک شخص صوفی نذیر نے آپ سے ملاقات کی اور عرض کی حضرت عرصہ ہوا اس علاقہ میں بارش نہیں ہوئی آپ دعا کریں۔ آپ نے فوراً دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے نیلے آسمان پر کالے بادل چھا گئے اور موسلا دھار بارش برسنے لگی۔ آپ کی اس کرامت کو دیکھ کر تمام لوگ جو بس میں سوار تھے آپ سے عقیدت کا اظہار کرنے لگے۔ ہم شام کے بعد چرکنڈی پہنچے۔

تیسرے حج کی تیاری اور مرشد سے اجازت نہ ملنے پر بے قراری
قبلہ بابا صاحب تیسرے حج کی تیاری کر رہے تھے۔ حج پر جانے کے لئے اپنے پیر

و مرشد حضرت قبلہ حاجی بابا نوران شاہ صاحب سے اجازت حاصل کرنے کے لئے سرائے عالمگیر حاضر ہوئے مگر آپ کے مرشد نے فرمایا کہ میں بیمار ہوں اور زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں ہے۔ اس لئے تمہیں اجازت نہیں دے سکتا۔ باباجی صاحب بہت اداس اور بے قرار ہو گئے۔ بیگ اٹھایا اور واپس نروال اپنے گھر چلے گئے۔ اگلی صبح سرائے عالمگیر جانے کے لئے میں بھولنچ پہنچا تا کہ بس پر سوار ہو کر جاسکوں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت قبلہ حاجی بابا نوران شاہ پیدل چلے آ رہے ہیں میں بھاگ کر قریب پہنچا تو پوچھنے لگے تو کون ہے۔ میں نے عرض کیا بابا میں سید طاہین شاہ ہوں تو آپ نے فرمایا تم نے دیر کیوں کی میں نے عرض کی باباجی مجھے کچھ علم نہیں کہ آپ تشریف لارہے ہیں آپ نے فرمایا کہ حاجی محمد شاہ نے آج رات مجھے سونے نہیں دیارات بھر مدینہ جانے کی اجازت مانگتا رہا سہتا چنانچہ رات ایک بجے کے قریب رسول پاکؐ نے مجھے خواب میں فرمایا کہ سید محمد شاہ کوچ پر جانے کی اجازت دے دو لہذا میں خود چل کر آیا ہوں کہ حاجی محمد شاہ کوچ پر جانے کی خوشخبری سناؤں۔

میں نے قبلہ حاجی بابا صاحب کو پیٹھ پر اٹھایا اور نروال پہنچایا۔ قبلہ والد صاحب نے اپنے مرشد پاکؐ کو دیکھا تو بے حد خوش ہوئے مگر آپ کی خوشی اس وقت دوچند ہو گئی جب حضرت صاحب نے اپنا خواب بیان کرتے ہوئے انہیں حج پر جانے کی اجازت دے دی۔

اللہ اللہ ہر ایک کو میر کہاں اس در کی غلامی
اس در کا تو دربان جبرائیل امین ہے
جہاز میں آگ لگ گئی اور پیر و مرشد کی دستگیری سے میں اور میرے ساتھی بچ گئے۔

محمد شریف ولد صوفی محمد دین ساکن کالوچک نے قبلہ بابا صاحب کی کرامت کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں بحری جہاز پر کام کرتا تھا۔ ایک دن اچانک

جہاز میں آگ لگ گئی۔ میں جہاز کے نیچے حصے میں تھا۔ جب خطرے کی گھنٹی بجنے لگی تو میں اور میرے ساتھی بھاگ کر اوپر آئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ جہاز سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے۔

حفاظتی کشتیوں تک پہنچنے کیلئے آگ کے شعلوں میں سے گزر کر جانا تھا پریشانی کی اس حالت میں پیر و مرشد کو یاد کیا کچھ کیا دیکھتا ہوں کہ قبلہ بابا صاحب میرے سامنے آکھڑے ہوئے مجھ سے فرمانے لگے مری چادر پکڑ لو میں نے آپکی چادر پکڑی جبکہ میرے ساتھیوں نے یکے بعد دیگرے مری قمیض پکڑ لی۔ اس طرح ہم بحفاظتی شعلوں میں سے گزر کر حفاظتی کشتیوں تک پہنچ گئے۔ اس نے بتایا کہ جب کبھی مجھے کوئی مشکل پڑتی ہے تو میں اپنے مرشد پاک کو یاد کرتا ہوں اور اللہ اس مشکل سے نکال دیتا ہے۔

محترمہ والدہ صاحبہ مقبوضہ کشمیر رہ گئیں

ہم ہجرت کر کے پاکستان آگئے مگر مری والدہ ماجدہ (والدہ صاحبہ زادہ طالسین شاہ کشمیر میں ہی رہ گئیں۔ کچھ عرصہ بعد میں نے والدہ صاحبہ کو لانے کا قصد کیا۔ قبلہ والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان سے اجازت چاہی تو آپ نے بخوشی اجازت دے دی اور مری خیر و عافیت سے واپس کیلئے دعا بھی فرمائی۔ کیونکہ غیر قانونی طور پر مقبوضہ کشمیر جانا خطرے سے خالی نہ تھا۔ میں موضع ڈبسی ضلع کوٹلی آزاد کشمیر پہنچا تو وہاں پر حضرت حاجی بابا نور ان شاہ صاحب کے مرید سے ملاقات ہوئی میں نے اس سے بات کی تو اس نے مجھے بتایا کہ ایک شخص کشمیر سے منک لینے کے لیے آیا ہوا ہے۔ وہ آج ہی واپس جا رہا ہے۔ تم اس کے ہمراہ چلے جانا۔ تھوڑی دیر بعد وہ شخص آگیا اس کا نام ولی محمد تھا۔ اس نے ساتھ لے جانے کے ایک سو روپے مانگے اور کہا کہ ایک من منک بھی اٹھا کر لے جانا ہوگا۔ میں نے اس کی شرائط مان لیں۔ ماموں عبداللہ شاہ

صاحب بھی میرے ہمراہ تھے۔ ہم جزیرت پر وٹ مقبوضہ کشمیر پہنچے۔ وہاں سے ماموں
نذیر احمد شاہ صاحب مجھے والدہ صاحبہ کے پاس لے گئے۔ واپسی پر بارشوں کی وجہ سے
دریائے پونچھ میں طغیانی آگئی تھی۔ ماموں نذیر احمد شاہ نے کہا کہ تم انہیں دریا عبور
نہیں کرا سکو گے۔ انہیں میں خود اٹھاؤں گا۔ لہذا وہ والدہ صاحبہ کو لیکر دریا کے
درمیان پہنچے تو والدہ صاحبہ پانی میں گر گئیں اور ڈوبنے لگیں۔ میں فوراً پہنچا اور انہیں
اٹھالیا اور سلامت پار لے آیا۔ یہ سب کچھ بابا صاحب کی دعاؤں کا نتیجہ تھا ورنہ مجھ میں
اتنی طاقت کہاں تھی۔

میری سرینگر مقبوضہ کشمیر میں گرفتاری اور رہائی کا حیران کن واقعہ

عرصہ ہوا میں سرینگر گیا ہوا تھا کہ وہاں مجھے گرفتار کر لیا گیا۔ میری جیب سے
تین سو روپے پاکستانی برآمد ہوئے۔ میں نے ایک ہندو اور ایک سکھ وکیل سے کہا کہ
اگر آپ مجھے عدالت سے رہا کرا دیں تو میں آپ کو ایک ایک ہزار روپیہ دوں گا۔ مجھے
عدالت میں پیش کیا گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ قبلہ بابا صاحب جج کے پاس کھڑے ہیں
تو مجھے یقین ہو گیا کہ میں رہا ہو جاؤں گا۔ مگر سرکاری وکیل کے دلائل پر مجھے آٹھ دن کے
ریمانڈ پر حوالات بھیج دیا گیا۔ دو پولیس والے لیکر مجھے حوالات پہنچے۔ حوالات کا تالا
کھولنے لگے تو بابا صاحب کی کرامت سے چابی ٹوٹ گئی اور تالا نہ کھل سکا۔ ایک
پولیس والا گیا اور ایک بوڑھے مستری کو ساتھ لے کر آگیا۔ اس نے پلاس سے چابی کو
پکڑ کر کھولنے کی کوشش کی مگر خدا کی قدرت سے وہ پلاس بھی ٹوٹ گیا اور تالا نہ کھل
سکا۔ بوڑھے مستری نے کشمیری زبان میں مجھ سے پوچھا تو کون ہے تو میں نے کہا کہ
میں سید ہوں تو اس نے میرے پاؤں پکڑ کر معافی مانگی۔ اس طرح کافی دیر ہو گئی۔ اتنے
میں عدالت کا چہرہ اسی آیا اور کہنے لگا کہ جج صاحب نے کہا کہ اگر ملزم حوالات میں بند

نہیں ہوا تو اسے واپس عدالت میں لایا جائے۔ وہ دونوں وکلاء وہاں عدالت میں ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ جج نے مجھ سے پوچھا کہ اگر میں تمہیں رہا کر دوں تو اپنے ضامن لے آئے گا۔ میں نے جواب دیا انشاء اللہ میں ضامن پیش کر دوں گا۔ چنانچہ اس نے مجھے آٹھ دن کی مہلت دیکر چھوڑ دیا۔ بعد میں دونوں وکیل مجھے اپنے ساتھ لیگے اور اپنے دفتر میں بٹھا کر بتایا کہ یہ جج مسلمان ہے اور امرِ تسر کا رہنے والا ہے۔ ہم نے اس سے کہا کہ آپ بھی مسلمان ہیں اور یہ لڑکا بھی مسلمان ہے اور یہ دودا سن پائیں راجوری کا رہنے والا ہے فرض کیا اگر پاکستان سے بھی آیا ہو تو آپ اس سے ہمدردانہ سلوک کریں۔ لہذا جج کے دل میں رحم پیدا ہو گیا اور تمہیں حوالات میں بند ہونے سے پہلے ہی رہا کر دیا۔ رہائی کے بعد میاں نظام الدین صاحب سے ملاقات کیلئے ایک ہوٹل میں گیا تو وہ مجھے دیکھ حیران ہو گئے انہیں یقین نہیں آ رہا تھا کہ مجھے رہا کر دیا گیا ہے۔

پھر انہوں نے میرا نام اور ولدیت پوچھی۔ میں نے بتایا کہ میں حاجی محمد شاہ صاحب کا لڑکا ہوں۔ تب میاں صاحب نے فرمایا کہ یوں کہو یہ حاجی صاحب کی کرامت تھی ورنہ تیری رہائی کی صورت بھی ممکن نہ تھی۔

ہر مشکل دی کنجی یارو ہتھ مرداں دے آئی
مرد دعا کرن جس ویلے مشکل رہے نہ کائی

حضرت قبلہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خود نوشت داستان آپ فرماتے ہیں میں ۱۹۷۶ء کو حج بیت اللہ کو روانہ ہوا تو الحاج سید طاہرین نے دبئی سے مجھے خط لکھا کہ میں بھی حج بیت اللہ کیلئے جا رہا ہوں۔ میں جب مکہ مکرمہ پہنچا عمرہ کیا اور اپنے بیٹے طاہرین شاہ کی بہت تلاش کی مگر ملاقات نہ ہو سکی۔ میں حج بیت اللہ سے فارغ ہو گیا مگر عزیزم طاہرین شاہ سے ملاقات نہ ہو سکی جس کی وجہ سے میں بہت پریشان تھا کہ اب مدینہ منورہ کیسے جاؤں گا کیونکہ میرے پاس کوئی پیسہ نہ تھا۔

مدینہ منورہ روانگی اور مسجد نبوی میں قیام

میں حاجی طالسین شاہ سے ملاقات نہ ہونے سے متعلق سوچ ہی رہا تھا کہ رب کریم نے مجھ پر بڑا فضل کیا کہ وزارت حج و اوقاف والے نے مجھے ۶۵ ریال نقد دیئے اور پھر بس پر مفت مدینہ منورہ کیلئے بٹھا دیا۔

میں مدینہ منورہ دربار رسالت میں پہنچا اور مسجد نبوی میں نماز مغرب ادا کی، نماز عشاء بھی وہاں ہی ادا کی اور رات مسجد نبوی باب عمر میں گزاری یہ مجھ پر اللہ کا فضل اور حضور علیہ السلام کی بڑی کرم نوازی ہے کہ مسجد نبوی میں رات کو کسی کو رہنے اور سونے کی اجازت نہیں بلکہ عشاء کی نماز کے کچھ دیر بعد مسجد نبوی مکمل طور پر بند کر دی جاتی ہے۔

کافی عرصہ پہلے سے مسجد نبوی کا ایک خادم جس کا نام عبداللہ بن محمد تھا میرا بڑا دوست تھا اور اسی وجہ سے میں مسجد نبوی ہی میں رات گزارتا تھا۔ نماز سے فارغ ہو کر میں جماعت منزل گیا یہ عمارت پیر جماعت علی شاہ صاحب نے مسجد نبوی کے خادموں کیلئے تعمیر کرائی تھی یہ دو منزلہ عمارت ہے۔

وہاں پر میرا ایک اور مرید ہے جو کافی پہلے مسجد نبوی میں مجھ سے بیعت ہوا تھا۔ اس سے ملاقات ہوئی تو میں نے اس سے اپنے فرزند طالسین شاہ کے متعلق پوچھا تو مسی احمد بخش بلوچی نے کہا کہ آپ کا لڑکا میرے پاس آیا تھا اور آپ کے متعلق پوچھ رہا تھا۔ اگر وہ آتے ہیں تو سامان میرے پاس رکھ کر ہی مسجد نبوی میں قیام کرتے ہیں۔

میں نے مسجد نبوی میں ۱۶ ایام تک قیام کیا اور ۸۰ نمازیں مسجد نبوی میں ادا کیں۔ مدینہ منورہ میں جن حجاج اکرام سے ملاقات کی ان کے نام یہ ہیں۔ سید مزمل شاہ ولد یسین شاہ بر موچہ کوٹلی والا۔ اس نے مجھے گوشت اور روٹی کھلائی اور مٹھائی پیش کی ساتھ ہی ۵۰ ریال بھی دیے۔ حاجی سید احمد شاہ گجراتی کی ملاقات ہوئی۔ ساہیوال کے

الحاج صفدر علی میجر سے ملاقات ہوئی۔ یہ بڑا نیک آدمی ہے اور میرا بڑا عقیدت مند ہے حاجی عبدالمناف گوہڑی والا مدرس نے مجھے ایک گھڑی اور نقد ۲۰ ریال دیے۔ اللہ دتہ شیخ پور والا سے ملاقات ہوئی لیکن الحاج سید طالسین شاہ سے کافی تلاش کے باوجود ملاقات نہ ہو سکی۔

ایک آدمی جو بمقام بٹور تحصیل کھاریاں کارہنے والا ہے نے مجھے ایک گھڑی اور نقد ۲۰ ریال دیے۔ اس دفعہ شیخ پور والا سے ملاقات ہوئی لیکن الحاج سید طالسین شاہ سے کافی تلاش کے باوجود ملاقات نہ ہو سکی۔

ایک آدمی جو بمقام بٹور تحصیل کھاریاں کا ہے اس نے مجھے ۱۰۰ ریال دیے جس کو میں جانتا بھی نہ تھا۔ اور میجر راجہ صفدر نے ۱۰۰ ریال دیے۔ الحاج محمد ابراہیم نے پچاس ریال دیے جو کہ ۵ چک جنوبی بھلوال کا ہے۔ ۱۴ ریال محمد فاضل نے دیئے، ۲۰ ریال الحاج میر حسن نے دیے جو رانٹھوری کارہنے والا ہے۔ ۴ ریال اللہ دتہ شیخ پور والے نے دیے ہیں۔

آج میرا دوسرا روزہ ہے کیونکہ آج محرم کی ۲ تاریخ ہے بدھ کو روزہ شروع کیا ہے۔ حاجی عنایت شاہ ولد ڈاکٹر ولایت شاہ سے ملاقات ہوئی تو اس نے مجھے ۵۰ ریال دیے، ۲۰ ریال حاجی اختر پرویز حاجن سردار بیگم زوجہ الحاج محمد ولایت کھوکھر مرحوم اور فضل داد نے سو ریال دیے جو کہ سکھنہ بھاؤ گھیٹ پور۔ تحصیل کھاریاں کا ہے۔ میں مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی جو پشاور کارہنے والا ہے اس نے ۵۰ ریال دیے میں نے نام پوچھا تو اس نے کہا کہ میرا نام شاہ محمد ہے۔ میں نے پوچھا تو مجھے جانتا ہے تو اس نے کہا کہ نہیں البتہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں آپ کی نشاندہی کی اور فرمایا اس کی مدد کرنا۔ میں نے آپ کو بھی خواب میں دیکھا تھا۔ میرے پاس پیسے کم ہیں ورنہ میں آپ کی زیادہ مدد کرتا۔

الحاج طالسین شاہ کے نہ ملنے کی وجہ سے میں بہت پریشان تھا کیونکہ جو پیسے

میرے پاس تھے وہ مکہ شریف میں ہی خرچ ہو گئے تھے۔ میرے پاس خرچہ کم تھا۔ میرا خیال تھا کہ طاسین شاہ سے ملاقات ہو جائے گی اور وہ میرا خرچ برداشت کر لے گا مگر ایسا نہ ہو سکا۔ لیکن حضور پاک صدقہ خداوند کریم نے لوگوں سے میری مدد کروائی حالانکہ میں نے کسی سے پیسوں کے متعلق کچھ بھی نہیں کہا تھا۔

چوہدری لال خان ولد قطب دین نے میری کافی مدد کی ہے آج اتوار کا دن ہے آٹھ بج کر تیس منٹ ہوئے ہیں۔ مسجد نبوی اور حرم نبوی میں منگل کو پہنچا تو مجھے بڑا صدمہ ہوا کہ سعودی حکومت نے حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی قبر مبارک اور مکان جس کی قبر تھی شہید کر دیا ہے۔ چودہ سو سال بعد یہ نشان مٹا دیا۔ ۱۹۶۵ء کو جب میں اور الحاج سید طاسین شاہ یہاں آئے تھے تو میں نے اسے تمام زیارتیں دکھائی تھیں سب سے پہلے حضرت عبداللہ کا مکان جہاں آپ کی قبر تھی زیارت کرائی لیکن اس مرتبہ نام و نشان بھی نہیں۔ یہ دیکھ کر روتا رہا کہ ظالموں نے بڑا ظلم کیا ہے لائل پور کے حاجی محمد شریف فیروز دین ضیاء اللہ نے ۲۰۰ ریال مجھے مدینہ منورہ میں دیئے۔

زیارتیں

آج ہفتہ ہے مدینہ شریف کی تمام زیارتیں کی ہیں پہلے بصرہ شان اور پھر احد جہاں حضرت امیر حمزہ کا مزار ہے۔ دو نفل ادا کیے۔ پھر مسجد قبلہ تین میں نفل پڑھے اور جنگ خندق کے مقام پر پہنچا جہاں چھ عدد مساجد ہیں مسجد الفتح، مسجد سلیمان فارسی، مسجد ابوبکر، مسجد عمر، مسجد علی، مسجد مائی فاطمہ، اس مقام پر حضرت علیؑ نے ایک بڑے کافر کو مارا تھا اور پھر مسلمانوں کو فتح عطا کی تھی۔ اس کے علاوہ مسجد قبا جو مدینہ شریف کی سب سے پہلی مسجد ہے اس میں جا کر نفل پڑھے۔

باغ سلیمان فارسی گیا۔ وہاں پہنچ کر بھی بڑا صدمہ ہوا کیونکہ جو کھجوریں جناب رسالمتاب نے معجزہ دکھایا تھا وہ جن کھجوروں میں گھٹلی نہ تھی وہ درخت سعودی حکومت نے گرا دیے ہیں۔ اس کے بعد الحاج خدا بخش بلوچی سے ملاقات کی اور الحاج

احمد بخش سے بھی ملا۔ یہ دونوں میرے مرید ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ آپ کا لڑکا سید طاسین شاہ چند یوم ہوئے ہمیں ملا تھا آپ کا پوچھتا تھا۔

غار سجدہ کا گنبد بھی گرا دیا ہے اور مسجد شمس سلیمان فارسی کی دو کھجوریں بھی گرا دی ہیں۔ روضہ اقدس کی طرف دیکھنے نہیں دیتے پہلے بڑے آرام سے جالی کو بوسہ دے سکتے تھے۔ کچھ لوگ تو ایسے تھے جن کو میں جانتا تھا انہوں نے بھی میری کافی مدد کی یہ سب کچھ مجھ پر حضور کی نگاہ کرم کا صدقہ ہے۔ میں مدنیہ شریف سے ہو کر اپنے معلم سید حیدر الحمیدری کے پاس گیا تو اس نے بتایا کہ آپ کے لڑکے سید طاسین شاہ کا تار آیا ہے کہ الحاج جناب سید محمد شاہ صاحب کے متعلق جواب دیں کہ وہ کہاں ہیں۔ وہ مدنیہ منورہ پہنچے ہیں یا نہیں میں نے جواب دے دیا ہے کہ وہ آج بخیر و عافیت واپس جدہ چلے جائیں گے۔ میں نے کہا کہ وہ بھی حج کیلئے آیا ہوا تھا۔ واپس گیا تو پریشانی کی وجہ سے تار دیا ہے۔

مدنیہ منورہ سے ۸۰ نمازیں ادا کرنے کے بعد واپس جدہ آگیا اور پھر عمرہ کرنے کیلئے مکہ شریف گیا۔ وہاں پر باب مکی محلہ مظلوماں میں میری ملاقات الحاج عبدالرزاق اور عبدالحمید سے ہوئی۔ اس مرتبہ میں نے مندرجہ ذیل آدمیوں کے عمرے کیے ہیں۔ جناب قبلہ حاجی بابا رحمۃ اللہ علیہ، بھائی سید لطیف شاہ اور ہمشیرہ الف نور بی بی، عبدالحمید شاہ کی والدہ، دادی، دادا شامل ہیں۔ ان کیلئے تو میں نے پہلے حج بھی کیے ہیں۔ والدین، مغفر ابی بی، زوجہ محمد آمین شاہ صاحب کیلئے بھی عمرے کیے ہیں۔

بہت تھکاوٹ ہوئی اور پھر مکہ المکرمہ سے جدہ پہنچا۔ مائی اماں حوا کی قبر کی زیارت کی۔ ۱۹ جنوری ۳۰ محرم کو منیر حسین شاہ، ریاض حسین شاہ کے پاس قیام کیا۔ کپڑے شکی تھے تو انہوں نے دھو ڈالے۔ آج بدھ کا دن ہے۔ سید برادری کے یہ سید تین سال سے یہاں جدہ میں کام کر رہے ہیں۔

پی۔ آئی۔ اے کے دفتر گیا تاکہ ٹکٹ او۔ کے کراؤں لیکن دفتر بند تھا۔ چونکہ

نماز کے وقت دفتر بند ہوتے ہیں۔ نماز کے بعد دوبارہ مذکورہ دفتر میں گیا ٹکٹ او۔ کے کرایا اور جہاز میں سوار ہو گیا۔ کراچی پہنچا تو میرے دو لڑکے حاجی عبدالعزیز شاہ اور عبدالحمید شاہ آئے ہوئے تھے۔ ان سے ملاقات ہوئی۔ پھر مریدین لے گئے۔ ایک ہفتہ کراچی میں گزارا اور پھر گھر کیلئے روانہ ہوا۔ عبدالعزیز شاہ نے اطلاع دے دی تھی۔ جب ہم لاہور پہنچے تو حاجی سید طاسین شاہ اور اس کی بیوی پہلے آئے ہوئے تھے۔ ان سے ملاقات ہوئی ان کے علاوہ کچھ مرید بھی موجود تھے۔ ایک مرتبہ آپ کا دیدار کرنے والا دوبارہ دیدار کا مشتاق ہو جاتا ہے۔ جناب قبلہ بابا صاحب کو جو شخص بھی دیکھتا وہ دوبارہ ملنے کا مشتاق ہوتا تھا۔ اسی طرح کا ایک واقعہ بقول سید فاروق احمد شاہ ولد سید غلام قادر شاہ آف چھمب اسی طرح ہوا کہ سید مشتاق احمد شاہ چھمب کی والدہ دختر مولوی محبوب شاہ نے وفات پائی تو ان کی وصیت کے مطابق نماز جنازہ قبلہ بابا صاحب نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں کافی لوگ شامل ہوئے اور مجاہد بٹالین کے افراد بھی شامل تھے ان میں ایک حوالدار اسحاق بھی تھا۔ اس نے آپ کو دیکھا اور اپنی کمپنی میں واپس گیا تو رات کو سوتے وقت خواب میں قبلہ بابا سرکار کو دیکھا اور خواب میں ہی ان سے بیعت ہو گیا۔

صبح جب وہ بیدار ہوا تو آپ کو ملنے کیلئے بڑا بے چین تھا۔ اور فاروق احمد شاہ کو کہنے لگا کہ میں ان بزرگوں کو ملنا چاہتا ہوں جنہوں نے نماز جنازہ پڑھائی تھی۔ فاروق شاہ نے بتایا کہ وہ یہاں کسی کے گھر میں ہوئے تو متذکرہ شخص آپ سے بار بار ملنے کا مشتاق رہا۔ آپ کی ہستی میں ایسی کشش تھی کہ جو بھی ایک بار آپ کو دیکھتا دوبارہ ملنے کیلئے بے چین رہتا۔

میرے داماد سید مشتاق احمد شاہ آف چھمب جو کہ قبلہ بابا صاحب کا مرید بھی ہے۔ اس نے آپ کی ایک کرامت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ میں بیرون ملک جانے

کیلئے کراچی گیا ہوا تھا۔ وہاں جس مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھا کرتا تھا اس کے امام صاحب نے بتایا کہ میں کسی برگزیدہ اور صاحب نظر کے حلقہ ارادت میں داخل ہونا چاہتا تھا۔ کسی مرد کامل کی تلاش میں تھا کہ ایک مرتبہ قبلہ بابا صاحب سے ملاقات ہو گئی۔ آپ کا نورانی چہرہ دیکھا تو دلی طور پر مسرت اور سکون میسر آگیا تو انہیں اپنے ساتھ گھر لے گیا۔

ایک چارپائی پر آپ کے بے چادر بچھائی اور عرض کیا کہ تشریف رکھیں آپ نے فرمایا کہ یہ چادر کسی عورت کی مستعمل ہے لہذا اسے اٹھا لو حالانکہ وہ صاف ستھری اور نئی دکھائی دیتی تھی۔ جب گھر والوں سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ واقعی یہ چادر انہوں نے استعمال کی تھی۔ دوسری چادر بچھائی تو آپ وہاں بیٹھ گئے۔ پتا چلا کہ

جو ہوں پردوں میں پہناں تو چشم بینا دیکھ لیتی ہے
زمانے میں طبیعت کا تقاضا دیکھ لیتی ہے
چنانچہ امام صاحب کو مرد کامل مل گیا اور وہ آپ کے دست حق پر بیعت ہو کر آپ کا مرید بن گیا۔

جنوری کی شدید سردی بھی آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکی

ماموں سید فدا حسین شاہ راجوری حال جھلم کا بیان ہے کہ حاجی صاحب کی وفات سے دو سال قبل وہ سیرے غریب خانہ پر اچانک تشریف لائے شام کا وقت تھا۔ نماز مغرب مسجد میں ادا کی تو کھانا کھانا کی گزارش کی تو آپ نے فرمایا کہ بے نماز کے ہاتھ کا کھانا نہیں کھاؤں گا۔ یہ سن کر وقتی طور پر پریشانی ہوئی اور کوشش میں لگ گیا کہ نمازی آدمی کے ہاتھ کا کھانا لائیں گے ورنہ ناراض ہو جائیں گے۔ جنوری کا شدید سردی کا مہینہ تھا۔ ہم گرم کمرے میں گرم بستر بچھایا، کھانا تیار کرایا۔ نماز عشاء ادا

کرنے کے بعد ہم سے ملے بغیر بیٹھک میں پڑی تنگی چار پائی پر سو گئے۔
کہتے ہیں کہ انہوں نے تمام گھر چھان مارا کہ حضرت صاحب کہاں گئے۔ مایوس
ہو کر سو گئے کہ شاید کہیں واپس چلے گئے۔

صبح ہوئی تو دیکھا کہ مسجد میں تشریف فرما ہیں۔ دریافت کیا کہ رات کو ہم نے
آپ کی بہت تلاش کی لیکن آپ نہ ملے۔ رات کہاں گزاری ہے؟ جواباً فرمایا تمہاری
بیٹھک میں جو چار پائی تھی اس پر سویا ہوں۔ یہ سن کر حیران اور ششدر رہ گئے۔ کہ
اس قدر سردی میں ساری رات لٹھے کی چادر میں خالی چار پائی پر سوتے رہے اور خدا کے
فصل سے ہشاش بشاش تھے۔ ثابت ہوا کہ اللہ کے دیوں کو دنیا کی کوئی خطرناک شے
بھی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ حضور قبلہ کی یہ زندہ جاوید کرامتیں ہیں۔

چار آدمیوں کا کھانا آپ کی برکت سے درجنوں کو پورا ہو گیا
جب قبلہ بابا صاحب، مانی صاحبہ، بشیر غلام زہرہ اور پچھلی صاحبہ رجب بیت
اللہ سے واپس گھر نروال پہنچے تو میری اہلیہ مسماۃ زینب بی بی نے ان چار حجاج اکرام کی
دعوت کا اہتمام کیا۔ خرابی صحت کی وجہ سے سب گھر والوں اور مہمانوں کا کھانا پکا
نہیں سکتی تھیں برادری کے افراد کے علاوہ مریدوں کی بڑی تعداد کا لوجیک گجرات اور
دیگر مقامات سے آئی ہوئی تھی۔

کھانے کا وقت ہوا تو ملاقات کیلئے آنیوالے ہر شخص کو ہمارے گھر کھانا کھانے
کیلئے بھیجتے رہے جبکہ خود مسجد میں بیٹھے رہے۔ آخر میں خود ہمارے گھر تشریف لائے۔
تو میری بیوی نے عرض کیا کہ بابا جی آپ نے کیا کیا۔ میں نے تو صرف چار آدمیوں کا
کھانا تیار کیا تھا۔ آپ نے درجنوں آدمیوں کو ہمارے ہاں بھیج دیا ہے۔ بے حد پریشانی
تھی مگر قدرت کا کرنا ایسا ہوا کہ آپ کی کرامت سے چار آدمیوں کا کھانا درجنوں افراد
کھا کر چلے گئے۔ مگر ہر تنوں کا ڈھکنہ اٹھا کر دیکھا تو کھانا اسی قدر اب بھی موجود تھا۔

محمد یونس ولد حاجی ولایت کھوکھر کا بیان

وہ کہتے ہیں کہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا۔ ان کی وفات کا سن کر مولوی عبدالمجید ہمارے گاؤں تشریف لائے تو ہمارے گاؤں کے لوگوں نے مل کر کہا کہ ہم اس کے پیچھے نماز جنازہ نہیں پڑھیں گے کیونکہ یہ دیوبندی ہے۔ ہم والدہ کی وفات اور جدائی کی وجہ سے بے حد پریشان اور غمزدہ تھے تو ایک آدمی نے آکر کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم مولوی عبدالمجید صاحب کے پیچھے نماز ادا نہیں کریں گے اس وجہ سے ہم بے حد پریشان تھے۔ کیونکہ مولوی عبدالمجید صاحب میری والدہ کے قریبی رشتہ دار تھے۔ ہم حیران تھے کہ اب کیا ہوگا چنانکہ قبلہ باباجی صاحب جناب الحاج سید محمد شاہ صاحب تشریف لے آئے تو ہمیں بہت اطمینان ہوا کیونکہ مولوی عبدالمجید صاحب بھی آپ کی بے حد عزت کرتے تھے۔

شاہ صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور بعد ازاں بیس منٹ خطاب فرمایا اور وہاں پہنچنے کے حالات بیان فرماتے ہوئے کہا کہ میرا ایک مرید حج سے واپس آیا ہے تو میں اس کی ملاقات کیلئے دینیہ آیا۔ اس سے ملاقات کی اور اسے بتایا کہ تم فوراً کالوچک چلے جاؤ میں نے ایک عورت کا جنازہ پڑھانا ہے۔

جب میں یہاں آیا تو لوگوں کو ایک جگہ کھڑا دیکھ کر وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ حاجی محمد ولایت کی بیوی وفات پا گئی ہیں۔ آپ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ یہ عورت شہید ہے میں اس وقت بھی اس کا گواہ ہوں اور قیامت کو بھی اس کی شہادت کی گواہی دوں گا۔

آپ کا سفر آخرت

ماہ اکتوبر ۱۹۸۷ء کو بابا سرکار علیل ہو گئے۔ آپ کے مریدوں میں بڑے عقیدت مند ڈاکٹر ملک کے طول عرض میں پھیلے ہوئے ہیں مختلف ڈاکٹروں نے آپ کا علاج کرنے کی سعادت حاصل کی مگر آپ کی صحت بحال نہ ہو سکی۔ میں سید طاسین شاہ اپنے گھر نروال میں تھا کہ ڈاکٹر عبدالعزیز بھروال والوں نے مجھے خبر دی کہ بابا جی بہت سخت بیمار ہیں۔ میں خبر ملتے ہی کوئلہ پہنچا تو آپ اپنے مرید محمد شریف بٹ کے گھر میں تھے۔ ۲۰ اکتوبر کو ہم آپ کو لے کر سی۔ ایم۔ ایچ کھاریاں لائے اور آپ کو انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں داخل کرادیا۔

آپ کی علالت اور ہسپتال میں داخل ہونے کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ تمام برادری اور عقیدت مندوں کا تانتا بندھ گیا۔ ہزاروں لوگ ہسپتال کے باہر جمع ہو گئے۔ آپ کی حالت کبھی سنبھل جاتی اور کبھی پھر غشی کی حالت طاری ہو جاتی ہے ڈاکٹروں نے لوگوں کا بڑا اجتماع دیکھا اور ان کی عقیدت مندی کے پیش نظر آپ کا دیدار کرنے کی اجازت دے دی۔ ۲۱ اکتوبر کو سارا دن لوگ آتے اور جاتے رہے۔ برادری کے مرد وزن بھی آتے رہے۔ ایک مرتبہ آپ کی طبیعت ذرا بحال ہوئی تو آپ بستر پر بیٹھ گئے۔ آپ نے مجھے قریب بلایا اور عربی میں کلام کرنے لگے۔ برادری کے بے شمار لوگوں کو ملتے اور الوداع کہتے اور ساتھ ہی مجھ سے پیسے دلاتے رہے شام کے قریب آپ نے مجھے قریب بلایا اور فرمایا کہ سوائے سید طاسین شاہ کے باقی سب چلے جائیں یہی میرے پاس رہے گا آپ کے ارشاد کے مطابق سب افراد واپس چلے گئے مگر درج ذیل افراد میرے ساتھ وہاں کھاریاں ہسپتال میں رہے

ماموں حاجی محمد یعقوب شاہ صاحب، حاجی سید حبیب شاہ، سید غلام احمد شاہ آف چھوٹا

گھر سید غلام یسین شاہ اور ہیڈ ماسٹر سید غلام احمد شاہ۔ یہ حضرات بھی آٹھ بجے سے قبل انسپکٹر محمد حنیف کے گھر کھاریاں چلے گئے۔

ٹھیک آٹھ بجے بابا صاحب سرکار نے مجھے قریب بلایا میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور پھر کہا تھا آپ کے ہونٹ ہلے اور روح جسد پاک سے ملک عدم کو پرواز کر گئی۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون

بڑا عجیب اور مشکل وقت تھا لیکن بابا صاحب نے وفات سے قبل مجھے فرمایا کہ بیٹا جب مشکل وقت آئے تو دو نفل پڑھ کر دعا کرنا خدا تمہیں صبر عطا کر دے گا۔ والد صاحب کی وفات کے بعد حسرت حیات کا وقت میرے لیے بہت ہی مشکل وقت تھا مگر میں نے آپ کی وصیت پر عمل کیا تو مجھے اللہ نے صبر عطا کر دیا۔

میں نے نو بجے ماموں حاجی یعقوب شاہ۔ بھائی غلام یسین شاہ اور برادران غلام احمد شاہ اور ہیڈ ماسٹر غلام احمد شاہ کو ٹیلیفون پر مطلع کیا اور ہم سب کھاریاں جمع ہو گئے رات بھر ملک کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی برادری اور عقیدت مندوں کو آپ کے انتقال کی خبر دیتے رہے ریڈیو اور اخبارات کے ذریعہ بھی سب کو مطلع کر دیا گیا۔

۲۲ اکتوبر ۱۹۸۷ء کو صبح کے وقت ہم بابا صاحب کو واپس کالوچک لے جانے کیلئے تیاری کر رہے تھے کہ دو افراد لاہور سے آئے اور کہنے لگے کہ ہم نے بابا جی سرکار کو ملنا ہے۔ میں نے کہا کہ اب وہ کسی سے نہیں ملیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہم لاہور سے آئے ہیں اور مشتاق حسین کی والدہ وفات پا گئی ہے اور ان کا جنازہ بابا جی سرکار نے ہی پڑھانا ہے۔ یہ الفاظ سن کر میں بے ساختہ روپڑا اور ماموں فدا حسین شاہ صاحب نے ان کو بتایا کہ بابا جی سرکار تو وفات پا چکے ہیں ان کی نماز جنازہ کل مورخہ ۲۳ اکتوبر کو ہوگی۔

۲۲ اکتوبر ۱۹۸۷ء کو باباجی سرکار کو کالوچک شریف لایا گیا۔ تمام علاقے میں جہاں جہاں عقیدت مند تھے اور برادری کے لوگ تھے آزاد کشمیر اور پاکستان میں سب کو مطلع کر دیا گیا کہ آپ کی نماز جنازہ ۲۳ اکتوبر بروز جمعۃ المبارک پڑھی جائے گی۔ لہذا ملک کے کونے کونے سے لوگوں کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر کالوچک شریف میں جمع تھا۔ گاؤں کے سامنے ایک وسیع میدان میں بعد از نماز جمعہ آپ کی نماز جنازہ پروگرام کے مطابق جناب الحاج سید محمد انور شاہ صاحب خطیب جامع مسجد سوہاؤہ نے پڑھائی۔ جنازہ میں ایک لاکھ سے زائد افراد نے شرکت کی۔

جنازہ کے بعد آپ کے جسد انور کو دیدار کے لیے رکھا گیا۔ ہر عام و خاص نے آپ کا دیدار کیا۔ حدنگاہ تک انسان ہی انسان تھے اور آپ کی جدائی میں ہر آنکھ اشکبار تھی۔

حیران کن واقعہ

جب سب لوگ آپ کا آخری دیدار کر چکے تو آپ کو واپس لے جایا جانے لگا۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد کچھ لوگوں نے آخری دیدار کی تمنا کی اور جنازہ کو روک لیا۔ ان لوگوں کی خواہش کے مطابق آپ کو ایک مناسب مقام پر رکھا اور لوگ دیدار کرنے لگے۔ اتنے میں ایک حیران کن واقعہ پیش آیا جو انسانی آنکھ نے شاید ہی دیکھا ہو۔ ہوائیوں کے آسمان کی طرف سے فضا میں اباہیلوں کا ایک بہت بڑا غول ایک گول دائرہ میں جمع ہوا اور تمام اباہیلیں ایک ایک کر کے غوطہ لگا کر آپ کے چہرہ انور کا دیدار کر کے سلامی دینے لگیں۔ لاکھوں انسانوں کی ٹکائیں ان اباہیلوں کی سلامی کو دیکھ دیکھ کر حیرت کا اظہار کر رہی تھیں جب سب دیدار کر چکی تو آن کی آن میں نظروں سے غائب ہو گئیں۔

بالآخر آپ کو آپ کی وصیت کے مطابق کالوچک شریف کی مسجد کے ساتھ دفن کیا گیا۔ جہاں اب ایک عظیم الشان مقبرہ مرجع خاص وعام ہے۔

باباجی کی اولاد

آپ نے دو شادیاں کیں جن میں سے آپ کے پانچ صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔

الحاج سید طاسمین شاہ صاحب آپ کے سب سے بڑے صاحبزادے
الحاج سید طاسمین شاہ صاحب ہیں۔ جو بچپن ہی سے آپ کی صحبت میں رہے اور تعلیم حاصل کرتے رہے۔ وہ اکثر بابا صاحب کے سنا میں ہمرکاب رہے ہیں آپ نے انہیں خلافت بھی عطا کی۔ صاحبزادہ صاحب بے حد سخی اور صاحب عمل اور متقی شخص ہیں۔ باباجی نے آپ کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی کہ میرا یہ بیٹا کئی بار حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرے گا۔ آج تک چار مرتبہ حج بیت اللہ سے سرفراز ہو چکے ہیں۔

اپنے والد بر گوار کی وفات کے موقع پر جہیز و تکفین کے تمام اخراجات انہوں نے ہی ادا کیے۔ لکڑی کا صندوق بنوایا جس پر دو ہزار روپے خرچ ہوئے تاہم وہ آپ کے ایک عقیدت مند مرید جو شیخ پور کارہنے والا ہے اس نے ادا کر دیے۔ دیگر اخراجات صاحبزادہ صاحب نے برداشت کیے۔ باباجی سرکار کی ان پر خاص نگاہ تھی کہ اس مشکل وقت میں آپ نے ہر قسم کے حالات کو بطریق احسن انجام دیا۔ تاہم ان کے خالہ زاد بھائی سید غلام احمد شاہ ولد حاجی محمد یعقوب شاہ آف چھوناگہ نے بڑا تعاون کیا اور دس ہزار روپے بطور قرض چھمے دیئے۔

علاوہ ازیں محمد شریف و سردار خان پسران صوفی محمد دین نے خلیفہ اعظم باباجی سرکار نے بھی اخراجات میں بڑھ چڑھ کر تعاون کیا۔

الحاج سید عبدالعزیز شاہ صاحب الحاج سید عبدالعزیز شاہ صاحب بابا

صاحب کے دوسرے فرزند ہیں۔ بابا صاحب نے انہیں بھی خلافت عطا فرمائی۔ آپ اکثر بابا جی سرکار کے ساتھ سفر حجاز میں کراچی تک ساتھ جاتے اور آپ کی واپسی تک وہاں انتظار کرتے اور جب بابا صاحب حج سے واپس آتے تو ساتھ گھر واپس آتے وہ تین مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ بابا صاحب کے اکثر مرید ان کے بے حد عقیدت مند ہیں اور خود ان کے مریدوں کی بڑی تعداد ہے۔

مولوی غلام یسین شاہ مولوی غلام یسین شاہ صاحب آپ کے تیسرے

صاحبزادے ہیں۔ صاحبزادگان میں سے مولوی صاحب بڑے علم والے ہیں اور بابا صاحب نے ان کو علم کی دولت سے مالا مال کرنے کیلئے بے حد کوشش فرمائی اور انہیں کتب و وسیع ذخیرہ عطا فرمایا۔

مولوی صاحب نے بابا صاحب کی تمنا کے مطابق کالوچک شریف میں ایک دینی درسگاہ قائم کر رکھی ہے جس میں طلباء علم و عرفان کی تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ مدرسہ کے ساتھ ہی ایک عظیم الشان مسجد بھی زیر تعمیر ہے۔

سید عبدالحمید شاہ صاحب سید عبدالحمید شاہ صاحب آپ کے چوتھے

فرزند ہیں۔ صوفی اور درویش منش انسان ہیں۔ صاحبزادہ سید طاہر شاہ صاحب اور دوسرے صاحبزادوں کی تجویز پر سید عبدالحمید شاہ صاحب کو گدی نشین منتخب کیا گیا ہے

سید علی احمد شاہ صاحب سید علی احمد شاہ صاحب آپ کے سب سے

چھوٹے بیٹے ہیں۔ جو آپ کی وفات کے بعد کام کاج کی غرض سے جرمنی میں قیام پذیر ہیں

خلفاء

رہبر طریقت و شریعت حضرت بابا الحاج محمد شاہ صاحب نے کشمیر اور پاکستان میں شریعت محمدی کا ڈنکا بجایا۔ آپ کے مریدوں کی تعداد بے شمار ہے۔ آپ نے اپنے فرزند ان کے علاوہ جن حضرات کو خلافت سے نوازا ان کی فہرست بہت طویل ہے لہذا ان میں سے بعض مقتدر اور مشہور خلفاء کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

صوفی محمد دین صاحب کالوچک آپ بابا صاحب کے خلیفہ اول ہیں

بڑے متقی اور پرہیزگار اور صاحب کشف و کبریات تھے۔

سید جاوید حسین شاہ صاحب کاظمی سید جاوید حسین شاہ صاحب

کاظمی بابا صاحب کے صاحب کمال خلیفہ ہیں آپ کو بابا صاحب کی نگاہ کرم نے بلند مقام عطا کیا ہے۔ بے شمار لوگ آپ کے حلقہ عقیدت سے وابستہ ہیں۔ آپ قطر میں ہوتے ہیں تو ذکر و فکر کی محفلیں لگائے رکھتے ہیں لیکن زیادہ تر اپنے علاقہ کے گاؤں میں پوری پوری رات ذکر و فکر کی محفلیں جھاتے ہیں اور لوگوں کے دلوں کو یاد الہی سے منور کرنے کے مشن کو جاری اور ساری رکھے ہوئے ہیں۔

قاری غلام محمد صاحب قاری غلام محمد صاحب کو بابا صاحب نے

خلافت عطا فرمائی۔ قاری صاحب بھائی تحصیل کھاریاں کے رہنے والے۔ بڑے عالم اور حافظ قرآن ہیں۔

قاری محمد لیاقت علی صاحب یوں تو بابا صاحب سرکار کے خلفاء کو

دیکھ کر خدا یاد آجاتا ہے مگر قاری لیاقت علی صاحب کی ایک منفرد حیثیت ہے۔ آپ

فارغ التحصیل عالم۔ قاری اور جید عالم ہیں۔ ان کو دیکھ کر بابا صاحب کی یاد تازہ

ہو جاتی ہے۔ قاری صاحب درس تدریس میں بھی مصروف ہیں جلاپور جٹاں میں

دارالعلوم محمدیہ کے ناظم اعلیٰ ہیں۔

صوفی حاجی نواب دین صاحب صوفی حاجی نواب دین صاحب بابا

صاحب کے قابل قدر خلیفہ ہیں۔ قد و قامت اور لباس سے بابا حاجی سرکارے مشابہت رکھتے ہیں۔ صوفی صاحب شیخ پور کے رہنے والے ہیں۔ بابا صاحب کے شیدائی اور وہ بھی آپ سے بے حد محبت فرماتے تھے۔

مولوی سید نور محمد شاہ صاحب مولوی حاجی سید نور محمد شاہ صاحب

نور پور سیداں سوہادہ کے خطیب ہیں اور بابا صاحب کے خلیفہ ہیں۔ علم و فضل میں باکمال اور باعمل خلیفہ ہیں۔

حاجی سید محمد رفیق شاہ صاحب کاظمی حاجی سید محمد رفیق شاہ

صاحب خطیب جامع مسجد بھوانچ ایک جمید عالم اور عظیم نعت خواں ہیں۔ شاہ صاحب موصوف بابا کے مشہور اور مقتدر خلیفہ ہیں۔

متذکرہ بالا خلفاء کے علاوہ بابا حاجی سرکار نے درج ذیل حضرات گرامی کو بھی خلافت کا شرف عطا فرمایا۔

قاری نذیر احمد صاحب سیالکوٹ سید

مبارک شاہ صاحب گوریاں مرلاں گجرات، سید منور شاہ صاحب سکندہ بالا کوٹ، حاجی

سید سرفراز حسین و ممتاز حسین شاہ پیران محمد اعظم شاہ صاحب مرحوم سکندہ نئی آبادی

بارہ کہو، سید حسین شاہ ولد محمد شاہ سکندہ جو شیخ بالا کوٹ، سید قابل شاہ مانگری بالا کوٹ

حاجی محمد ولایت کھوکھر کھائی کوٹلی۔ سید منظور حسین شاہ صاحب بھورنج اور سید عطاء

اللہ شاہ صاحب ولد سید سعادت علی شاہ صاحب سوہادہ حاجی سید غلام احمد شاہ عرف حاجی

پیدل بہاری کاوٹنی جھلم سید وارث علی شاہ صاحب ولد سید سلیمان شاہ صاحب شہید،

مشاق حسین ساہواڑی لاہور۔

بابا صاحب کے بتائے ہوئے ختم خواجگان

۱۔ استغفار ۱۰۰ بار، سورۃ فاتحہ سات مرتبہ۔ درود شریف ۱۰۰ بار۔ سورۃ فاتحہ

سات بار۔

۲۔ بسم اللہ شریف ایک بار۔ سورۃ الم نشرح معہ بسم اللہ ایک سو گیارہ مرتبہ کلمہ تحمید

ایک سو گیارہ مرتبہ سورۃ یسین ایک مرتبہ معہ بسم اللہ اور درود شریف ایک سو گیارہ

مرتبہ

۳۔

درود شریف ۱۰۰ بار

سورۃ فاتحہ ۱۱ بار

بسم اللہ شریف ۱۰۰ بار

درود شریف ۱۰۰ بار

۴۔

درود شریف ۱۰۰ بار

لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔ ۵۰۰ بار

درود شریف ۱۰۰ بار

مرکز رشد و ہدایت کیاں شریف

قطب الاقطاب حضرت عبید اللہ صاحب لاروی کشمیر

واقف اسرار معرفت

غوث زمان حضرت حاجی بابا

سید نوران شاہ صاحب نور پور سیداں

سواہہ فصلح جھلم

پیر طریقت رہبر شریعت عاشق رسول

جناب سید پیر الحاج محمد شاہ صاحب کالوچک شریف

علاوہ ازیں کراچی سے لیکر پشاور اور پورے آزاد کشمیر میں باباجی سرکار کا فیض جاری ہے

تمت بالخیر

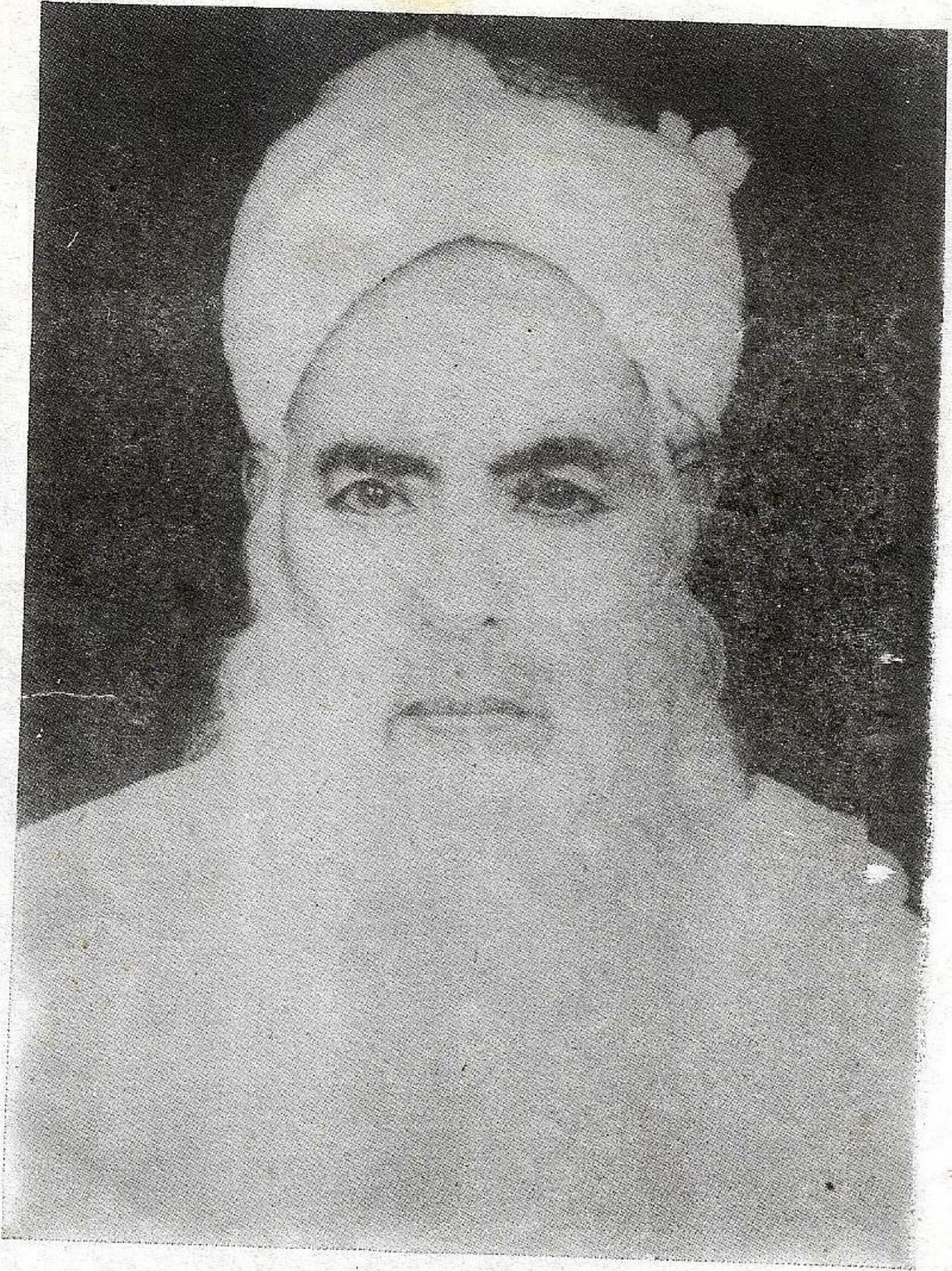
دعا

میرے مولا ہر دے مولا عرض سنیں اک میری
 ہر ہر جگہ ہر ہر اتے دے رحمت تیری
 فضلوں فضل کرم دیا سائیاں دیکھیں حالا میرا
 ہو کس درجا کھلونوں مولا چھڈ دروازہ تیرا
 ہورناں لوگاں دا کچھ ہوسی آسرا ہولا بھارا
 اے پر میرا تیرا باہجوں کوئی نہیں سہارا
 بھانویں تے وچ میرے ربا لکھاں عیب گناہیں
 مڑ بھی ہاں میں بندا تیرا فضلوں بخش پناہیں
 میرا کم گناہ ہے کرنا بخشش ہے کم تیرا
 اڑیاں فداں بنن نالوں تیرا شان اجیرا
 کچھ نہیں ہتھ پلے میرے چارے جو غذاں عالی
 منت امید دل وچ رہندی تیری بخشش والی
 خاتمہ ساڈا کئے اتے جاندی وار کرائیں
 دکھ عرابوں دوزخ کنوں اسن امان بچائیں
 وچ حیاتی روضہ اقدس سرور زید کرائیں
 پاک مقام معظم مکہ ہر داری دکھائیں
 ہتھ اٹھا دعا مگن میں یا رب سچا سائیں
 جو آرزواں دل ساڈے دیاں سب روا فرمائیں
 صدقہ اہل بیت یی دا کوٹروں جام پلائیں
 فضل اپنے تھیں بخشش ربا امت احمد سائیں
 فضل کرم تھیں شتر دہائے مولا پار لگائیں
 قرب نبی دا حاصل ہوسے حاج علی دے تائیں

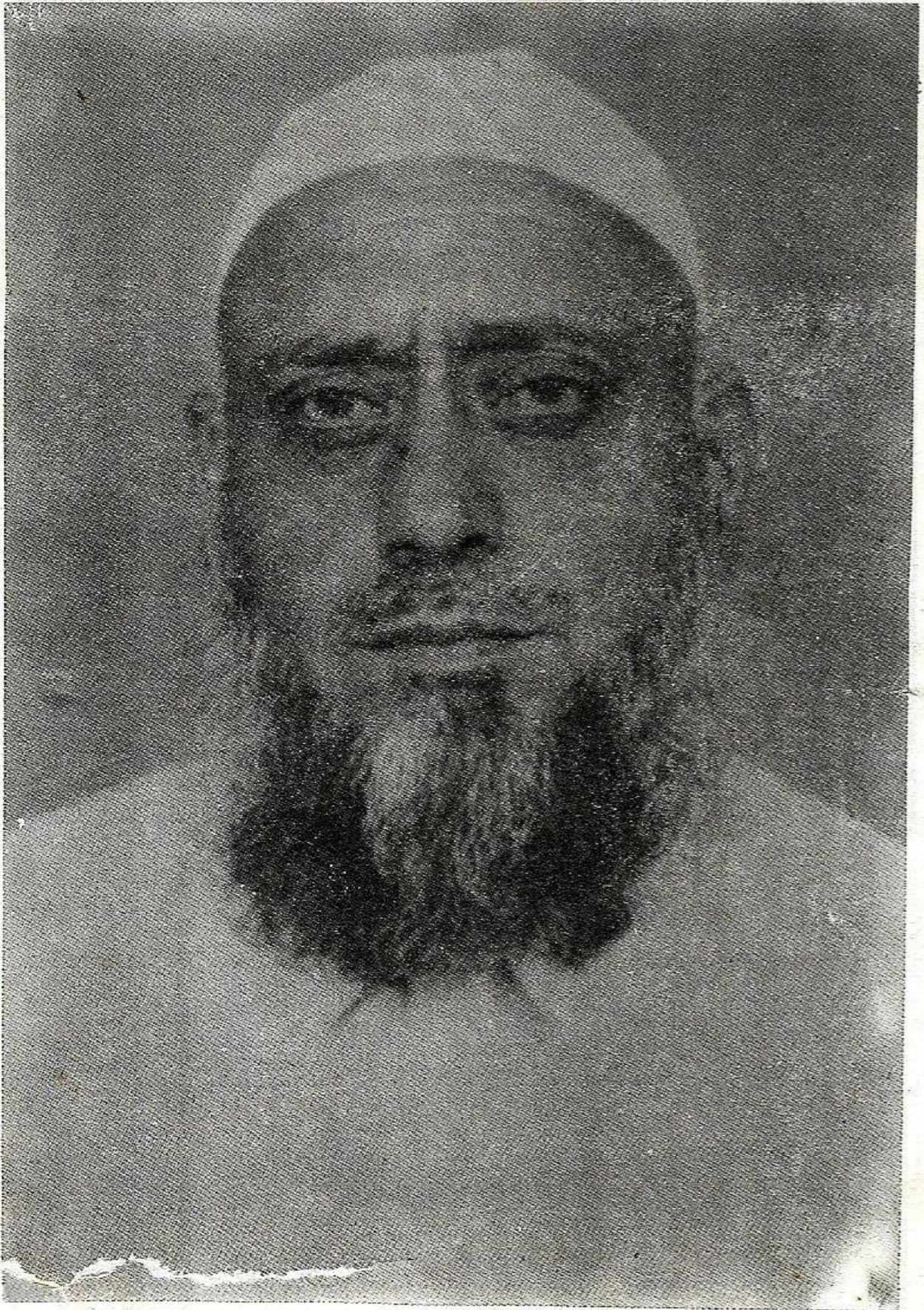
(شجره نسب)

- ۱- سید طایف بن شاه
- ۲- سید حاجی محمد شاه
- ۳- بن سید شیر شاه
- ۴- بن سید سید جمال
- ۵- بن سید شاه ابراهیم
- ۶- بن سید شاه غالب
- ۷- بن سید شاه سید آدم
- ۸- بن سید و محمد الدین
- ۹- بن سید شاه رضا الدین
- ۱۰- بن سید یوسف بن محمد بن
- ۱۱- بن سید اسحاق بن
- ۱۲- بن سید عبد الله بن
- ۱۳- بن سید نا امام محمد بن
- ۱۴- بن سید نا امام محمد بن
- ۱۵- بن سید نا امام محمد بن
- ۱۶- بن سید نا امام محمد بن
- ۱۷- بن سید نا امام محمد بن
- ۱۸- بن سید نا امام محمد بن
- ۱۹- بن سید نا امام محمد بن
- ۲۰- بن سید نا امام محمد بن
- ۲۱- بن سید نا امام محمد بن
- ۲۲- بن سید نا امام محمد بن
- ۲۳- بن سید نا امام محمد بن
- ۲۴- بن سید نا امام محمد بن
- ۲۵- بن سید نا امام محمد بن
- ۲۶- بن سید نا امام محمد بن
- ۲۷- بن سید نا امام محمد بن
- ۲۸- بن سید نا امام محمد بن
- ۲۹- بن سید نا امام محمد بن
- ۳۰- بن سید نا امام محمد بن
- ۳۱- بن سید نا امام محمد بن
- ۳۲- بن سید نا امام محمد بن
- ۳۳- بن سید نا امام محمد بن
- ۳۴- بن سید نا امام محمد بن
- ۳۵- بن سید نا امام محمد بن
- ۳۶- بن سید نا امام محمد بن
- ۳۷- بن سید نا امام محمد بن
- ۳۸- بن سید نا امام محمد بن
- ۳۹- بن سید نا امام محمد بن
- ۴۰- بن سید نا امام محمد بن
- ۴۱- بن سید نا امام محمد بن
- ۴۲- بن سید نا امام محمد بن
- ۴۳- بن سید نا امام محمد بن
- ۴۴- بن سید نا امام محمد بن
- ۴۵- بن سید نا امام محمد بن
- ۴۶- بن سید نا امام محمد بن
- ۴۷- بن سید نا امام محمد بن
- ۴۸- بن سید نا امام محمد بن
- ۴۹- بن سید نا امام محمد بن
- ۵۰- بن سید نا امام محمد بن

- ۳۸- بن سید الشهدا امام حسین علیه الصلوة والسلام
- ۳۹- بن سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا سلام الله علیه و سیده فاطمة الزهراء خیر النساء سلام الله علیها
- ۴۰- بن سیدنا ابوالالب علیہ السلام
- ۴۱- بن سیدنا عبد الله علیه السلام
- ۴۲- بن سیدنا عبد المطلب علیه السلام



پیر الحاج محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ



مصنف صاحبزادہ الحاج سید طائیں شاہ